الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۹ جنوری ۱۹۹۶ء شمارہ ۳

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔

یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں

"رمض تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں"۔

(الحکم ۲۲ جولائی ۱۹۰۱ء)

اسی طرح فرمایا:

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔

(الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

نیز فرمایا:

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔ (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

یہ ناممکن ہے کہ جماعت احمدیہ پر کوئی ایسا سال طلوع کرے جو نیکیوں میں گزشتہ سال سے پیچھے رہ جائے

جماعت کی مالی قربانیوں میں ایسا نور ہے جس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی

وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۵ جنوری ۱۹۹۶ء)

لندن (۵ جنوری) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمایا۔ خطبہ کے آغاز میں تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ البقرہ کی آیت ۲۶۸ اور ۲۵۹ کی تلاوت فرمائی اور پھر ان آیات کریمہ میں مذکور مضامین کو وضاحت کے ساتھ احباب کے سامنے رکھا۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں مالی قربانی کی طرف بہت لطیف انداز میں توجہ دلائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ تمہیں علم ہونا چاہئے کہ تم جو بھی خرچ کر رہے ہو وہ کس مقصد سے کر رہے ہو اور کس کے حضور پیش کر رہے ہو اور اس کے آداب کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآنی آیت کی روشنی میں فرمایا کہ خدا کی راہ میں خرچ سے کنجوسی کرنے والوں کا آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ شیطان انہیں فقر سے ڈراتا ہے اور ڈرنے والا یہ بات بھول جاتا ہے کہ شیطان نے اسے کب دیا تھا جو فقر سے ڈرا رہا ہے۔ دینے والا تو خدا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ عطا کرنے والا اس طرح لے کہ جس کو دیا تھا اسے غریب اور فقیر بنا کے چھوڑ دے۔ پھر عجیب بات ہے کہ شیطان ایک طرف تو فقر سے ڈراتا ہے اور دوسری طرف ایسی تمناؤں کو بھڑکا دیتا ہے جو فحشاء سے تعلق رکھتی ہیں اور بہت زیادہ خرچ کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کا تعلق مغفرت سے بھی ہے اور ایسے لوگوں کے بدیوں کے بوجھ کم کر دئے جاتے ہیں اور فضل کے ذریعہ نیکیوں کو بڑھایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں فضل کا لفظ دنیوی اموال کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے اموال میں بھی برکت اور کثرت عطا کی جاتی ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سال نو اپنی برکات کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ نئے سال کے موقع پر ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اور اپنے اپنے رنگ میں نئے ارادوں اور جوان امنگوں کے ساتھ سال کا آغاز کرتا ہے۔ ایک مومن کی دلی تمنا اور آرزو تو یہ ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا اور غلبہ ہو۔ اس لحاظ سے یہ بات ہمارے عزائم اور خواہشات میں بنیادی طور پر ہمیشہ شامل ہونی چاہئے کہ ہم اپنی خداداد صلاحیتوں اور قوتوں کو تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دیں گے اور اس لازمی فریضہ کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری دیانت داری کے ساتھ تبلیغی جہاد کے اس بابرکت میدان میں ہمیشہ مصروف عمل رہیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم بھی ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تاکیدی ارشاد بھی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بار بار کی نصیحت بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئے سال میں یہ بنیادی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہفتہ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۵ء

حسب پروگرام آج بچوں اور بچیوں نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ "ملاقات" کے پروگرام میں شمولیت کی۔ آج کے پروگرام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ایک بچے نے تقریر کی۔ ایک دوسرے بچے نے حضرت عبدالرحمان صاحبؓ (مہر سنگھ) کی سیرت کے بارہ میں تقریر کی۔ اسلام آباد کی بچیوں کے ایک گروپ نے قادیان کے درویشان کے متعلق حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی ایک نظم سنائی۔ حضور انور نے تقاریر کے بارہ میں بچوں کو بعض نصائح فرمائیں۔

اتوار ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء

آج انڈونیشیا، سیرالیون، غانا اور کینیا کے انگریزی دان احباب نے حضور انور کی مجلس میں شرکت کی اور حضور انور کی زبان سے درج ذیل سوالات کے جوابات سنے:۔

☆ یہ کہنا آسان ہے کہ مجھے خدا پر ایمان ہے لیکن اس ایمان کا ثبوت دینا اور یقینی طور پر اس پر قائم ہونا بہت مشکل ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

☆ معروف مذاہب کے علاوہ دیگر مذاہب مثلاً افریقن مذاہب میں خدا اور انبیاء کا کیا تصور ہے؟

☆ کیا وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار نظر آتے ہیں؟

☆ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کون سی پیش گوئیاں پوری ہو چکی ہیں؟

☆ احمدی لوگ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

☆ کتاب A Man of God کے لکھے جانے کا پس منظر کیا تھا اور کیا اس کتاب کے سب مندرجات درست ہیں؟

☆ انبیاء کے بارہ میں قرآن مجید اور بائبل کے بیانات میں فرق ہے۔ قرآن مجید حضرت اسماعیلؑ کو ذبیح اللہ قرار دیتا ہے اور بائبل حضرت اسحاقؑ کو۔ اس کی کیا وضاحت ہے؟

☆ عیسائی اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کرتے ہیں انہیں کیا جواب دینا چاہئے؟

☆ جو لوگ احمدیوں کو حج پر جانے سے روکتے ہیں ان کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے؟

☆ نماز تہجد کی کیا اہمیت ہے؟

سوموار، منگل۔ یکم و ۲ جنوری ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق ہومیو پیتھی کلاسز لیں۔ یہ اس سلسلہ کی کلاس نمبر ۱۳۵ اور ۱۳۶ تھیں۔

بدھ ۳ جنوری ۱۹۹۶ء

پروگرام کے مطابق ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۰۸ ہوئی جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۹۹ تا ۱۱۲ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔ تفسیر بیان فرماتے ہوئے آپ نے "مسجد ضرار" کے بارہ میں تفصیلی گفتگو فرمائی۔

جمعرات ۴ جنوری ۱۹۹۶ء

آج کی ترجمۃ القرآن کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۳ تا ۱۲۲ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔ یہ اس سلسلہ کی ۱۰۹ ویں کلاس تھی۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ادار یہ

رمضان کا مبارک مہینہ

اس ہفتہ میں آئندہ چند دنوں تک نئے چاند کے طلوع کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمان اس مقدس مہینہ میں داخل ہونگے جو نہایت ہی مبارک مہینہ ہے۔ وہ مہینہ جو باقی مہینوں سے اپنی شان میں ایک غیر معمولی عظمت رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں اشھر حرم کے عمومی ذکر کے علاوہ یہ وہ مہینہ ہے جس کا معین طور پر نام لے کر ایک خاص انداز میں اسکے فضائل کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "شہر رمضان" رمضان کا مہینہ "الذی انزل فیہ القرآن" جس میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا، جس میں قرآن اترا اور جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا۔ وہ قرآن "ھدی للناس و بینت من الھدی والفرقان" جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور جو فرقان ہے، حق و باطل میں تمیز کر کے دکھانے والا ہے۔ جو روشن نشانات سے معمور ہے۔ پھر ماہ رمضان کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ" کہ تم میں سے جو بھی اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں وہ لیلۃ القدر آتی ہے جس میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا، جو ھزار مہینوں سے بہتر رات ہے، جس میں فرشتے اپنے رب کے حکم سے سلامتی کے پیغام لے کر اترتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اس مہینہ کے بہت سے فضائل مذکور ہیں۔ الغرض یہ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی رحمتوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ یہ روحانی مجاہدات اور ریاضات کا خاص مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے۔ بخشش کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کی عبادات اور نیکیاں عنداللہ قبولیت کا خاص شرف پاتی ہیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ روحانی موسم بہار ہے جس میں خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کی خاص ہوائیں چلتی ہیں اور اس کے فضلوں کی اور عنایات کی خاص بارشیں برستی ہیں۔ چنانچہ اس مہینہ میں وہ لاکھوں مسلمان جو سارا سال کئی قسم کی سستیوں اور غفلتوں کا شکار ہو کر کئی قسم کی عملی کمزوریوں میں مبتلا رہتے ہیں وہ بھی توبہ و استغفار کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں بھی نیکیوں کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور روزہ اور عبادت اور تلاوت قرآن کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ گویا کئی خشک ٹہنیاں بھی کچھ نہ کچھ سبزی و شادابی کے آثار ظاہر کرتی ہیں اور بالعموم ہر طرف ذکر الٰہی اور دعا اور نیکی اور خیرات کی کثرت ہوتی ہے۔

آئیے ہم یہ دعائیں کرتے ہوئے اس مقدس مہینہ میں داخل ہوں کہ الٰہی تو ہمیں صدق کے ساتھ اس میں داخل فرما اور جب یہ مہینہ ختم ہو تو بھی ہم صدق کے ساتھ اس سے نکلیں۔ ہمیں اس مہینہ کی خاص برکات سے محروم نہ رکھیو۔ ہمارے گناہ بخش دے اور ایسے اعمال کی توفیق بخش جن سے تو راضی ہو جائے۔ اس رمضان میں جن نیک باتوں کی توفیق تو ہمیں عطا فرمائے ان نیکیوں پر ثبات اور دوام عطا فرمانا اور ایسا نہ ہو کہ رمضان ختم ہو تو وہ نیکیاں بھی پیچھے رہ جائیں۔ جہاں آپ ذاتی طور پر اپنے لئے، اپنے عزیزوں، تعلق والوں کے لئے دعائیں کریں وہاں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ میں عظیم الشان کامیابیوں اور جماعت احمدیہ مسلمہ کی عظیم عالمگیر روحانی فتوحات کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں کریں۔ خدا کرے کہ یہ رمضان المبارک ان بے انتہا بخششوں، رحمتوں اور فضلوں سے ہمارے دامن بھرتے ہوئے ہم سے رخصت ہو جو خدا تعالیٰ نے اس میں مقدر کر رکھے ہیں اور پھر اس کی وہ رحمتیں اور فضل کبھی ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بقیہ: ۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ۱۹۹۶ء سے وقف جدید کے ۴۱ویں سال کا آغاز ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت بحیثیت مجموعی جو خدا کی راہ میں خرچ کر رہی ہے اور جس انداز سے کر رہی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایسی زندہ دلیل ہے جو سورج کی طرح روشن ہے۔ ان قربانیوں میں ایسا نور ہے جس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ جماعت جو خدا کے نام پر بنی نوع انسان کی خدمت بھی کر رہی ہے اور مذہبی یعنی دینی و روحانی اقدار کی بھی خدمت کر رہی ہے وہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ کوئی غیر ہاتھ اسے عطا نہیں کر رہا۔ ہاں اللہ کا ہاتھ ہے، جو اسے عطا کر رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا ہر آنے والا سال گزرے ہوئے سال سے لازماً بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جماعت احمدیہ پر کوئی ایسا سال طلوع کرے جو نیکیوں میں گزشتہ سال سے پیچھے رہ جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وعدہ تھا کہ "وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ" پس جن کا اس رسول سے زندہ تعلق ہے ان کے حق میں بھی یہ وعدہ پورا ہوتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا میں جماعت ہر قسم کی قربانیاں دے رہی ہے۔ لیکن جب وقف جدید کی تحریک کی گئی تو دوسرے چندوں میں کمی نہیں آئی جبکہ وقف جدید کا چندہ بڑھنا شروع ہو گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے ۳۷ ممالک سے موصولہ رپورٹس کے پیش نظر بتایا کہ ۹۵ء میں وقف جدید کے ۳ کروڑ ۴ لاکھ ۵ ہزار روپے کے وعدوں کے مقابل پر اب تک کی اطلاع کے مطابق ۳ کروڑ ۴۸ لاکھ ۸۶ ہزار روپے کی وصولی ہو چکی ہے۔ حضور انور نے گزشتہ دو سال کے موازنے کے علاوہ مختلف پہلوؤں سے مختلف ممالک اور جماعتوں کی ترقی کا موازنہ بھی پیش فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ پاکستان کے بعد دیگر ممالک میں سے امریکہ وقف جدید کی قربانی میں اول آیا ہے۔ پاکستان کو یہ جھنڈا سب سے زیادہ بلند رکھنے کی توفیق ملی ہے۔ جرمنی تیسرے نمبر پر ہے۔ پھر بالترتیب کینیڈا، برطانیہ، بھارت، سویٹزرلینڈ، انڈونیشیا، بلجیم اور جاپان کے ممالک آتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے تاکیدی ہدایت فرمائی کہ نومبایعین کو مالی قربانی میں ضرور شامل کریں۔ اور شروع میں جتنی توفیق ہے اتنا وصول کریں تاکہ محبت کا مضمون قائم رہے۔ جسے ایک دفعہ خدا کی راہ میں محبت سے کچھ پیش کرنے کی توفیق مل جائے، پھر اسے اس کا چسکا پڑ جاتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی روح تعلق باللہ ہونی چاہئے اس کو مدنظر رکھ کر جتنی کوئی توفیق رکھتا ہے اتنا اس سے لیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے بعض مرحومین کا ذکر فرمایا جن کی نماز جنازہ غائب نماز جمعہ و عصر کے بعد حضور نے پڑھائی۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب (مرحوم) کا بہت محبت بھرا ذکر فرمایا جو مجلس وقف جدید کے اولین ممبران میں سے تھے اور سلسلہ کے معروف عالم۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے آخر وقت تک سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ۔ وَالصیامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ ، اِنِّیْ صَآئِمٌ ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ۔ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا ، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ ۔ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شُتِمَ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب وہ اپنے روزے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پائے گا۔

نعت

چراغ بزم ہدایت، نمود صبح ازل
ریاض حق میں فروزاں مثال ماہ کنول
جمال و شان خلائق، کمال علم و عمل
زروئے حسن زاحسان آخر و اول
امام رشد و ہدایت، حضور اہل دول
وجوب رحمت عالم بنام ختم رسل
شفیع و رحمت و مزمل و بشیر و نذیر
صدیق و صادق و مصدوق و اصدق و افضل
امین و صاحب لولاک و فخر لوح و پر
بنائے کون و مکاں، کاسر منات و ہبل
اسیؐ کو زیب ندائے اذان "لا تثریب"
اسیؐ کی خاک قدس چشم دہر کا کاجل
اسیؐ کا فعل مقدس ہے اسوہ حسنہ
اسیؐ کا قول مثال چٹان اصل و اٹل
جو کھل سکے نہ کبھی ایسے رازوں کا کشاف
جو حل ہوئے نہ مسائل کسی سے، ان کا حل
ہر ایک نخل، ہر اک ریگزار کا محسن
وہؐ مغفرت کی گھٹا، التفات کا بادل
ہے اسؐ کا فیض بھی جاوید، نام بھی جاوید
حیات قدس ہمیشہ سے ہے علاج اجل
وہؐ ذات پاک ہے معراج حرف "کن فیکون"
کہ خط نور میں لکھی ہوئی خدا کی غزل

(ایچ ۔ آر ۔ ساحر، امریکہ)

(تیسری قسط)

مسیحیت

ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

کیا خدا کا کوئی حقیقی بیٹا ہونا ممکن ہے؟

یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ کسی کا خدا کے ساتھ حقیقی ابنیت کا رشتہ قائم ہونا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ حقیقی بیٹا ماں اور باپ دونوں کے وجودوں سے حصہ لے کر معرض وجود میں آتا ہے۔ حقیقی بیٹے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اپنا امتیازی کردار آدھا باپ کے کردار کا عکس ہو اور آدھا ماں کے کردار کا آئینہ دار۔ اندریں صورت خدا کے ساتھ حقیقی ابنیت کے تعلق کے نتیجے میں یہ مشکل سر اٹھائے بغیر نہیں رہتی کہ ایسا بیٹا لازماً آدھا انسان ہوگا اور آدھا خدا۔ اس واضح اور کھلی حقیقت کے باوجود جو لوگ مسیح کی حقیقی ابنیت کے قائل ہیں وہ باصرار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیح کامل انسان تھا اور ساتھ ہی کامل خدا بھی تھا۔ ابنیت کا تصور اس دعوے کو از خود باطل کر دیتا ہے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ جو کروموسومز مسیح کی پیدائش میں کام آئے وہ اصل مطلوبہ تعداد سے نصف یعنی صرف ۲۳ ہی تھے تو ثابت شدہ سائنسی حقیقت کی رو سے مسئلہ کوئی رہتا ہی نہیں کیونکہ ایسی صورت میں کسی بچہ کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تاہم بعض ممکنہ پہلوؤں کی وضاحت کی خاطر ہم فرض کر لیتے ہیں کہ واقعتہً ایسا ہی ہوا یعنی محض ۲۳ کروموسومز کے ساتھ ہی بچے نے جنم لیا تو صاف ظاہر ہے کہ کروموسومز کی تعداد نصف ہونے کے باعث ایسا بچہ پورا نہیں بلکہ صرف آدھا انسان ہوگا۔ پھر سوچنے والی بات یہ بھی ہے کہ ۲۳ مکمل کروموسومز کا کم ہونا تو بہت بڑی بات ہے میڈیکل سائنس کی رو سے صرف ایک کروموسوم کا ایک ناقص توارثی جرثومہ (جسے انگریزی میں "جین" کہتے ہیں) بچہ میں پیدائشی نقص کا موجب بن کر اس کے حق میں قیامت ڈھا سکتا ہے۔ ایسا بچہ اندھا یا گونگا بہرا یا لنجے اعضاء کی وجہ سے اپاہج ہو سکتا ہے۔ ایسے افسوناک حادثہ کے ساتھ وابستہ خطرات کا کوئی شمار ممکن نہیں۔ انسان کو حقیقت پسندی سے کام لینا چاہئے جس طرح محض ۲۳ کروموسومز سے بچہ نہیں بن سکتا اسی طرح یہ سمجھنا کہ خدا کے بھی کروموسومز ہوتے ہیں خدا کی شان اقدس میں بہت بڑی گستاخی ہے۔

مسیح کی پیدائش میں خدا کی ذاتی اور جسمانی شرکت بہر طور خارج از امکان قرار پاتی ہے۔ اور اگر بچہ صرف اور صرف مریم کے جسم میں موجود انسانی خصائل کے حامل توارثی جینز کے ساتھ ہی پیدا ہوا تو وہ خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا تھا۔ مزید بر آں وہ پورا نہیں بلکہ محض آدھا انسان ہی قرار پا سکتا تھا اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایسے نامکمل انسان نما عجوبہ کو خدا کا بیٹا کہا جاتا تو یہ کیسا مکروہ فعل شمار ہوتا۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر مسیح محض یکطرفہ طور پر مریم کے بطن سے پیدا ہوا کیسے؟ اس بارہ میں ہم سب جانتے ہیں کہ مرد کی شرکت کے بغیر ایک کنواری ماں کا اکیلے ہی بچہ کو جنم دینا ایک ایسا معاملہ ہے جس کے متعلق فی زمانہ دنیا بھر کے ترقی یافتہ ممالک میں ریسرچ ہو رہی ہے۔ تاہم اس بارہ میں انسانی علم ابھی تک ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکا ہے اور تحقیق سردست اس فیصلہ کن مرحلہ تک نہیں پہنچی ہے کہ اس امر کے ناقابل تردید دلائل و شواہد فراہم ہو سکیں کہ فی الواقعہ مرد کی شرکت کے بغیر کنواری ماؤں کے بطن سے از خود بچے پیدا ہو سکتے ہیں۔ البتہ یہ سارا معاملہ ہنوز زیر تحقیق ہے اور ہر قسم کے امکانات کا راستہ کھلا ہے۔ ابھی محققین اس کے حق میں یا خلاف کسی حتمی یا آخری نتیجہ پر نہیں پہنچے ہیں - عین ممکن ہے کہ یہ معاملہ بھی سائنسی بنیادوں پر دو اور دو چار کی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔

زندگی کی نچلی سطح پر یعنی کیڑوں مکوڑوں وغیرہ کی افزائش کے بارہ میں قدرت کے دو مظاہر ایسے ہیں جنہیں ثابت شدہ سائنسی حقائق کے طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے افزائش نسل کا ایک طریق پارتھینو جینیسس (Parthenogenesis) کہلاتا ہے۔ اور دوسرے طریق کے لئے ہرما فروڈٹ ازم (Hermaphroditism) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے مریم کے بطن سے مسیح کی معجزانہ پیدائش ایسے ہی بہت کمیاب نوعیت کے کسی غیر معمولی مظہر قدرت کے ذیل میں آتی ہے۔

ذیل میں افزائش نسل کے ثابت شدہ دو مظاہر قدرت (۱) "پارتھینو جینیسس" اور (۲) "ہرما فروڈٹ ازم" کی کسی قدر وضاحت درج کی جا رہی ہے ایسے قارئین جو اس موضوع کی سائنسی بنیادوں پر مزید وضاحت میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ کتاب ہذا کے ضمیمہ ۔۲ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

پارتھینوجینیسس
(Parthenogenesis)

"پارتھینوجینیسس" کی اصطلاح افزائش نسل سے متعلق قدرت کے غیر معمولی نوعیت کے اس نظام کے لئے بولی جاتی ہے جس کے تحت کسی جنسی اختلاط کے بغیر ہی مادین (مؤنث) کا بیضہ تولید از خود زرخیز ہو کر نسل کی افزائش کا موجب بن جاتا ہے۔ افزائش نسل کا یہ غیر معمولی طریق زندگی کی کمتر درجہ کی شکلوں جیسے کھٹمل، پسو وغیرہ نیز مچھلیوں میں کارفرما نظر آتا ہے۔ اس بات کے بھی شواہد ملے ہیں کہ یہ نظام کم بارش والے علاقوں اور ایسے خطوں میں جن کے موسمی حالات غیر یقینی ہوں اور بارش وغیرہ کے متعلق کسی قسم کی پیش بینی ممکن نہ ہو چھپکلیوں اور اسی نوع کے دوسرے جانوروں میں افزائش نسل کے ایک کارگر ذریعہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مزید بر آں اس بارہ میں لیبارٹریز (سائنسی تجربہ گاہوں) میں بھی بعض تجربات کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر چوہیوں اور مادہ خرگوشوں میں جنسی عمل کے بغیر مصنوعی طریقہ سے جنین پیدا کر کے اس کو نصف مدت حمل تک نشو و نما دی گئی اور بعد ازاں حمل کا اسقاط کر دیا گیا۔ حالیہ ریسرچ کے مطابق کبھی کبھی انسانی جنین کو بھی غیر جنسی عمل افزائش کے رنگ میں Calcium Ionophore کو اضافی مادے کے طور پر استعمال کر کے متحرک کیا جا سکتا ہے۔

ہرما فروڈٹ ازم
(Hermaphroditism)

یہ اصطلاح بعض جانوروں میں ایسی غیر معمولی صورت حال پر دلالت کرتی ہے کہ جب اکیلی مادین (مؤنث) میں نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء قدرتی طور پر پائے جاتے ہیں اور کروموسومز میں نر اور مادہ دونوں کی خصوصیات پہلو بہ پہلو ایک ساتھ موجود ہوتی ہیں۔ لیبارٹری میں کئے جانے والے تجربات سے ظاہر ہوا کہ ایک خرگوش نے جس کے اندر نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء موجود تھے۔ بہت سی مادین خرگوشوں کی جنسی خواہش کو پورا کیا اور اس طرح وہ نر اور مادہ دونوں جنسوں کے ۲۵۰ خرگوشوں کا مورث اعلیٰ بنا اور پھر ایک مرحلہ ایسا آیا کہ علیحدگی میں خود اسی خرگوش کو حمل ٹھہر گیا اور اس نے نر اور مادہ دونوں جنسوں کے سات صحت مند خرگوش بچوں کو جنم دیا۔ اور جب بعد از مرگ اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو پتہ چلا کہ حالت حمل میں اس کی دو کار آمد بیضہ دانیاں اور غیر زرخیز اور بانجھ قسم کے دو خصیے تھے۔ جدید مطالعہ و مشاہدہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ قدرت کی طرف سے ایسا غیر معمولی وقوعہ شاذ کے طور پر انسانوں میں بھی ظہور میں آ سکتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بعض مرحومین کا ذکر خیر

امیر جماعت ضلع شیخوپورہ حضرت چوہدری انور حسین صاحب ۲۴ دسمبر ۹۵ء کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے "الفضل" ربوہ ۲۷ دسمبر کے مطابق ربوہ میں آپکا جنازہ ۲۵ دسمبر کو حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں تدفین ہوئی۔ آپ جہازی ضلع امرتسر کے ایک زمیندار گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ زمانہ طالبعلمی میں ہی بیعت کی توفیق پائی۔ بی۔اے، ایل۔ایل۔بی کرنے کے بعد امرتسر میں قانون کی پریکٹس شروع کی۔ تقسیم ملک کے بعد شیخوپورہ میں آباد ہوئے اور ضلعی امیر نامزد ہوئے اور تادم آخر قریباً ۵۰ سال اس عہدہ پر فائز رہے۔ نیز حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کے دوران نگران بورڈ کے رکن کے طور پر اور مجلس تحریک جدید اور مجلس انصاراللہ پاکستان کے خصوصی رکن کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضور انور ایدہ اللہ سے آپکے ذاتی مراسم تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ دورہ یورپ و افریقہ ۱۹۸۰ء میں ہمرکابی کا شرف آپکو بھی حاصل ہوا۔ دعوت الی اللہ کی لگن اور تڑپ آپکا طرہ امتیاز تھا اور باوجود علاقے کے بڑے زمیندار ہونے کے عاجزی اور سادگی آپکی طبیعت کا لازمی حصہ تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ۲۹ دسمبر ۹۵ء میں نہایت محبت سے آپکا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم مولانا حمیدالدین شمس صاحب مبلغ انچارج آسام و بنگال حرکت قلب بند ہو جانے سے ۱۰ دسمبر ۹۵ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم ۱۹۳۷ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ۶۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کیا اور پھر کشمیر اور پونچھ اور پھر حیدر آباد میں بطور مبلغ فرائض انجام دیئے۔ آپ نڈر اور وسیع معلومات رکھنے والے جید عالم و مناظر، نہایت خوش بیان اور بلند آواز مقرر تھے۔ ہر سال جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے بالخصوص پنجابی زبان میں حضرت بابا گورو نانکؒ کی سیرت کے موضوع پر آپ کی تقریر سے سکھ حضرات بہت متاثر ہوتے تھے۔ آپ نے متعدد کتابچے بھی تصنیف کئے اور ہزاروں اشتہارات کے ذریعہ مخالفین کے اعتراضات کا فوری اور بروقت جواب دیا۔ کلکتہ سے ماہنامہ مکتوب احمدیہ جاری کیا اور اسکے ایڈیٹر بھی تھے۔ آپکی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ۱۲ دسمبر کو پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب ۳۰ دسمبر ۹۵ء کو ربوہ میں ۸۷ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ نے ۳۸ء میں زندگی وقف کی اور ڈائریکٹر صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ناظر آبادی، ناظر ضیافت، قاضی و ممبر قضاء بورڈ، مینجنگ گورنر قرآن پبلیکیشنز، سیکرٹری نصرت پرنٹرز اور ناظم بکڈپو کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۷۸ء میں لندن میں کسر صلیب کانفرنس میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ ۱۲ رفقاء میں سے ایک کے طور پر شمولیت کی سعادت پائی۔ ۵۷ء میں وقف جدید کے ابتدائی ممبران میں شامل تھے، قائد خدام الاحمدیہ ربوہ، معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور زعیم انصاراللہ کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ آپ بخاری شریف کی شرح اور ترجمہ کا کام اور قرآن کریم کے ترجمہ کے سلسلہ میں فرائض سرانجام دے رہے تھے کہ داعی اجل کا بلاوا آگیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

رمضان المبارک کب شروع ہوگا؟ اور عید کب ہوگی؟

(عطاء المجیب راشد، امام مسجد فضل لندن)

روحانیت کا موسم بہار۔ رمضان المبارک کب شروع ہوگا؟ یہ سوال ان دنوں برطانیہ میں خصوصیت سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ ہر سال رمضان کی آمد سے قبل یہ سوال اٹھتا ہے، خوب بحث ہوتی ہے، اتحاد و اتفاق کی تلقین ہوتی ہے، جگہ جگہ قرار دادیں پاس ہوتی ہیں اور یہ مژدے سنائے جاتے ہیں کہ اس دفعہ برطانیہ کے سارے مسلمان اتفاق و یک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک روز رمضان کا آغاز کریں گے۔ بالآخر ہوتا کیا ہے؟ وہی جو اب تک ہوتا آیا ہے۔ یعنی اختلاف اور اختلاف در اختلاف۔ بجائے ایک دن کے رمضان المبارک کا آغاز دو یا تین مختلف دنوں میں ہوتا رہا ہے اور یہی حال عید الفطر کا ہوتا ہے۔ ایک ہی ملک میں بلکہ ایک ہی شہر میں تین تین دنوں میں عید منائی جاتی ہے اور غیر مسلموں کو جگ ہنسائی کا بھرپور موقع دیا جاتا ہے۔

اس انتہائی افسوس ناک صورت حال کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی ایمان افروز مثال قائم فرمائی ہے۔ جس میں وہ اتحاد و اتفاق اور یک جہتی نظر آتی ہے جو اسلام کا طرہ امتیاز ہے اور جس کی تعلیم اس آیت کریمہ میں دی گئی ہے:

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا"

جماعت احمدیہ میں اسلامی تعلیم کا یہ حسین نمونہ اس وجہ سے نظر آتا ہے کہ اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے خلافت حقہ احمدیہ کی صورت میں وہ حبل اللہ عطا کی ہے جو اس وحدت اور اتفاق کی ضمانت ہے۔ خلافت کی یہ نعمت غیر احمدیوں کو نصیب نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان میں وہ اتحاد و اتفاق بھی نہیں جو حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے سے نصیب ہوتا ہے۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی اس نکتہ کو سمجھیں کہ ان کی حقیقی فلاح اور کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

آمدم بر سر مطلب جماعت احمدیہ میں خلیفہ وقت کی مقدس رہنمائی میں سب امور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق طے پاتے ہیں اور اسلامی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی برکت سے کبھی کوئی اختلاف یا جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ رمضان المبارک اور عیدین کے دن کی تعیین کے بارہ میں جو بنیادی اسلامی اصول جماعت احمدیہ مدنظر رکھتی ہے ان میں یہ بات شامل ہے کہ نئے اسلامی مہینہ کی ابتداء نئے چاند کی رویت سے ہوتی ہے۔ اگر ۲۹ تاریخ کو رویت نہ ہو تو ۳۰ روزے پورے کئے جائیں اور اس کے بعد لازمی طور پر نئے مہینہ کا آغاز ہوگا کیونکہ کوئی اسلامی مہینہ ۳۰ دن سے زائد نہیں ہو سکتا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہتی ہے کہ رویت ظاہری بھی ہوتی ہے اور سائنسی بنیاد پر بھی۔ اس سلسلہ میں قطعی سائنسی شواہد سے استفادہ کرنا نہ صرف اسلامی تعلیمات کے مطابق جائز ہے بلکہ قرآن مجید میں اس کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ اگر سائنسی شواہد کے مطابق امکان رویت قطعیت اور یقین کے مرتبہ پر پہنچ جائے تو اسے رویت ہی سمجھا جائے گا۔ ویسے بھی جب سائنسی معلومات کی بناء پر ہم روزانہ سورج کے طلوع اور غروب کے اوقات کا یقین کرتے اور اپنی پنجگانہ نمازوں وغیرہ کے اوقات کی تعیین کرتے ہیں تو پھر انہیں معلومات کو رویت کی بنیاد بنانے میں تامل کیوں؟

اسلامی تعلیم کے مطابق اگر افق اور مطالع کا اختلاف ہو تو رویت میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے اس لحاظ سے مختلف علاقوں میں رویت کا مختلف دنوں میں ہونا ایک طبعی امر ہے اور ہرگز خلاف شریعت نہیں۔ اس وجہ سے ایک علاقہ کے لوگوں کا مختلف افق رکھنے والے دیگر علاقوں میں رویت کو اپنے علاقہ کی رویت قرار دینا ہرگز درست نہیں۔ "لکل اھل بلد رؤیتھم" اس پر نص صریح ہے۔

الغرض ان بنیادی اسلامی ہدایات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا طریق عمل یہ ہے کہ برطانیہ میں رائل آبزرویٹری (Royal Observatory) سے رابطہ کر کے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ سائنسی اعتبار سے کس روز چاند کی رویت ممکن ہے؟ یاد رہے کہ سائنسی طور پر چاند کی پیدائش یعنی اس کے روشن ہونے کے آغاز کا ایک وقت معین ہوتا ہے (جو قبل از وقت معین طور پر معلوم ہو سکتا ہے) لیکن اس وقت اس چاند کی رویت ممکن نہیں ہوتی۔ آبزرویٹری کے مطابق چاند کی ظاہر طور پر انسانی آنکھ سے رویت کا انحصار بنیادی طور پر دو باتوں پر ہوتا ہے۔

اول: غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر (سائنسی پیدائش کے وقت سے) کم از کم ۲۰ گھنٹے ہو چکی ہو۔

دوم: Elongation (یعنی چاند اور سورج کے فرق کا زاویہ) کم از کم دس ڈگری ہو۔

یہ دونوں شرائط پوری ہو جائیں تو لمبے سائنسی تجربہ اور مشاہدہ کی روشنی میں پورے یقین اور اعتماد سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ چاند ظاہری آنکھ سے دکھائی دے گا۔

ان اصولوں کی روشنی میں امسال رمضان المبارک کے آغاز اور عید الفطر کی تاریخوں کے ممکنہ دنوں کے کوائف حسب ذیل ہیں (جن کی تصدیق کوئی بھی شخص براہ راست آبزرویٹری سے رابطہ کر کے یا ان کے شائع شدہ کیلنڈرز کے مطالعہ سے کر سکتا ہے)۔

رمضان المبارک کا آغاز

۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: تین گھنٹے ۳۸ منٹ
زاویہ: ۵٫۶۴ ڈگری

۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: ۲۷ گھنٹے ۴۰ منٹ
زاویہ ۱۶٫۶۹ ڈگری

گویا چاند کی رویت ۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء سے پہلے ہرگز ممکن نہیں اور ۲۱ جنوری کو اس کی رویت قطعی اور یقینی ہے۔ لہذا رمضان المبارک کا آغاز ۲۲ جنوری ۱۹۹۶ء سے ہوگا۔ یعنی ۲۲ جنوری ۱۹۹۶ء کو پہلا روزہ ہوگا۔

عید الفطر

۱۹ فروری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: ۱۷ گھنٹے ۵۲ منٹ
زاویہ: ۱۰٫۶۷ ڈگری

۲۰ فروری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: ۴۱ گھنٹے ۵۴ منٹ
زاویہ: ۲۳٫۶۷ ڈگری

گویا ۱۹ فروری کو اگرچہ ایک معیار کے لحاظ سے رویت کا امکان ہے لیکن دوسرا معیار پورا نہیں ہوتا جبکہ دوسرے روز یعنی ۲۰ فروری ۱۹۹۶ء کو ہر دو معیاروں کے اعتبار سے رویت قطعی اور یقینی ہے۔ اسلامی تعلیم یہی ہے کہ ہر معاملہ میں شک والی صورت سے اجتناب کیا جائے اور یقین والے امور کو اختیار کیا جائے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"دع ما یریبک الیٰ مالا یریبک"

نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"فان غم علیکم فصوموا ثلاثین یوما"

(بخاری کتاب الصوم)

گویا اگر کسی وجہ سے رویت ممکن نہ ہو اور معاملہ غیر واضح ہو تو افضل و اولیٰ یہی طریق ہے اور یہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین روزے پورے کرو اور پھر عید کرو۔

ان امور کی روشنی میں واضح ہے کہ ۲۰ فروری ۱۹۹۶ء کی شام کو شوال کے چاند کی رویت قطعی اور یقینی ہے اس لئے عید الفطر انشاء اللہ ۲۱ فروری ۱۹۹۶ء کو ہوگی۔

یہ بھی نوٹ فرمالیں کہ مندرجہ بالا اسلامی تعلیمات اور اصولوں کی روشنی میں سائنسی معلومات کی بنیاد عید الاضحیہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء کو ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے مبارک کرے آمین۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹ دسمبر کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم خلیل ارتضیٰ علی صاحب آف ایسٹ لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اسی طرح حضور انور نے ۲۹ دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ مسجد فضل لندن میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرم و محترم چودھری محمد انور حسین صاحب (امیر ضلع شیخوپورہ)۔
۲۔ مکرم سید محمد احسن اسماعیل صدیقی صاحب گوجرہ۔
۳۔ مکرم محمد اکرم الشواء صاحب دمشق۔ شام۔
۴۔ مکرم چوہدری منیر احمد خان صاحب (سابق امیر ضلع گجرات)۔
۵۔ مکرمہ سیدہ میمونہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم سید عبدالسلام باسط صاحب نائب امیر ضلع جہلم۔
۶۔ مکرمہ شریفہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نذیر احمد صاحب مرکزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی۔
۷۔ مکرمہ شریف بیگم صاحبہ والدہ مکرم راجہ غالب احمد صاحب (لاہور)۔ (آپ حضرت ملک برکت علی صاحب صحابیؓ کی بیٹی تھیں)۔
۸۔ مکرمہ ڈاکٹر امۃ المتین صاحبہ۔ لاہور کینٹ۔
۹۔ مکرم کے محمد کنجو صاحب تیولہ کراہ کیرلہ (انڈیا)۔
۱۰۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ کے محمد کنجو صاحب کیرلہ (انڈیا)۔
۱۱۔ مکرم ظفر عالم صاحب کانپور (انڈیا)۔
۱۲۔ مکرم شیخ خالد رحمان صاحب ابن شیخ رفیق الرحمان صاحب آف کراچی۔

بروز جمعۃ المبارک ۵ جنوری کو بعد نماز جمعہ و عصر حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد فضل لندن میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب۔ ربوہ۔
۲۔ مکرم مولوی امیر احمد صاحب درویش قادیان۔
۳۔ مکرمہ سلمیٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم علیم الدین صاحب امیر جماعت اسلام آباد۔
۴۔ مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب دارالرحمت غربی ربوہ۔
۵۔ مکرم منور احمد صاحب لون امریکہ۔
۶۔ مکرمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ علی محمد صاحب مرحوم۔
۷۔ مکرم ملک ناصر احمد صاحب (ہم زلف ملک اشفاق احمد صاحب عملہ حفاظت لندن)۔ پاکستان۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

کائنات میں زندگی کی تلاش

سائنسدان عرصہ دراز سے کائنات کے کسی اور گوشہ میں زندگی کے متلاشی ہیں۔ اب وہ اس بات پر یقین کی حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ہمارے نظام شمسی میں تو ہماری جیسی اور کوئی "زمین" موجود نہیں اس لئے اس نظام شمسی میں زندگی ناممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا نظام شمسی کل کائنات میں صحرائے اعظم کے ریت کے ذروں میں سے ایک ذرہ سے بھی کم ہے اس لئے سائنسدان اس نظام شمسی سے دور کہکشاؤں کی گہرائیوں میں زندگی کے امکانات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس کے لئے سائنسدانوں نے ایک خاص سیٹلائٹ خلا میں چھوڑا ہے جس میں ایک INFRA RED SPACE OBSERVATORY بنائی گئی ہے۔ یہ مشین کائنات کی گہرائیوں میں سے آنے والی نہایت ہی ٹھنڈی لہروں کو شناخت کرنے کے قابل ہے۔ اس لیبارٹری کی تیاری پر ۴۰۰ ملین پاؤنڈز خرچ ہوئے ہیں۔ یہ مشین اتنی حساس ہے کہ برف کے ایک ٹکڑے سے نکلتی ہوئی گرمی کی لہروں کو ۶۰ میل دور سے شناخت کر سکتی ہے۔

اس لیبارٹری نما دوربین کا ایک کام یہ ہوگا کہ ستاروں کے درمیان جو مختلف گیسوں اور مٹی کے ذرات تیرتے پھرتے ہیں انکا جائزہ لے اور انکی ماہیت کے بارے میں مزید معلومات مہیا کرے۔ یہ دوربین کائنات کی تخلیق کے بارے میں بڑے دھماکے والے نظریہ (BIG BANG THEORY) کے بارے میں مزید سائنسی معلومات مہیا کرے گی۔ اپنے سفر پر جاتے ہوئے ہمارے شمسی نظام کے مختلف سیاروں مثلاً زحل کے بارے میں مزید معلومات مہیا کرے گی۔ کیا یہ دوربین کائنات کی تخلیق کے راز سے پردہ اٹھا سکے گی یا نہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن یہ توقع ضرور ہے کہ کائنات کی عظمت کے کچھ مزید راز ضرور سامنے آئیں گے۔

خطبہ جمعہ

جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق یکم فتح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑨

(سورہ التحریم: ۹)

نور ہی کے تعلق میں خطبات کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور آئندہ بھی شاید چند خطبات اسی کے لئے وقف رہیں گے۔ بہت ہی وسیع مضمون ہے اس لئے تھوڑے وقت میں اختصار بھی کیا جائے تب بھی وہ پوری طرح پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اختصار اور پوری طرح سے مراد یہ ہے کہ ایسا اختصار جس سے سمجھ کچھ نہ آئے وہ کیا تو جاسکتا ہے مگر فائدہ کوئی نہیں۔ پوری طرح اختصار سے مراد یہ تھی کہ اس حد تک اختصار کہ جو کچھ کہنا ہے اس کی سمجھ تو آجائے۔ اس لئے کوشش میں کرتا ہوں کہ اختصار رہے مگر اس کے باوجود تفصیل کے ساتھ بعض باتیں سمجھانی پڑتی ہیں جن کی اس سے بھی زیادہ تفاصیل موجود ہیں اس لئے نسبتاً اختصار ہے ورنہ تو بظاہر جہاں تک دکھائی دیتا ہے میں باتیں کھول کر ہی پیش کر رہا ہوں۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو "توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا" اللہ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھک جاؤ، اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرو۔ "نصوحا" ایسی توبہ جو "توبۃ نصوحا" ہو۔ نصوحا سے مراد ہے خالص ایسی توبہ جو اللہ کے لئے بھی خالص کرنے والی ہو، پاک اور صاف کرنے والی ہو۔ "عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم" توبہ تم کرو گے اور صفائی اللہ عطا فرمائے گا۔ توبہ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا نصوحا ہونا تمہارے دل کی پاکیزگی اور خالص عزم سے تعلق رکھتا ہے مگر توفیق انسان کو اپنی پاکیزگی کی نہیں مل سکتی۔ ارادہ نیک ہو کوشش مخلصانہ ہو تو فرمایا "عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم" ایسا ہو تو ہرگز بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہاری کمزوریوں کو دور فرمادے، تمہاری برائیاں تم سے ہٹادے۔ "ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھار" پھر تمہیں ان جنتوں میں داخل فرمائے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ "یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ" جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ہیں "نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم" ان کا نور ان کے سامنے بھی چل رہا ہوگا اور ان کے دائیں ہاتھ بھی چل رہا ہوگا۔ "یقولون ربنا اتمم لنا نورنا" وہ یہ کہہ رہے ہونگے کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو تام کر دے، مکمل کر دے "واغفرلنا" اور ہمیں بخش دے "انک علیٰ کل شیءٍ قدیر" یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں پہلی بات تو یہ قابل توجہ ہے کہ مغفرت کی اور برائیوں کے دور کرنے کی شرط "توبۃ نصوحا" ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کے اندر کوئی بھی کدورت نہیں تھی تو مراد یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا داغ نہیں تھا، کوئی بھی ایسی میل نہیں تھی جو آپ کی روح کے خلوص پر ایک دھبہ بن سکتی ہو، یا خدا سے تعلق کی راہ میں حائل ہو، یا اس کے نور کے رستے میں ایک پردہ سا ڈال دے اور پوری طرح خدا کے نور کو آپ اخذ نہ کر سکتے ہوں۔ مومنوں کو تو سب کو یہ عظیم مقام حاصل نہیں ہے مگر حکم یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ ہو۔ لازم کر دیا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کرو اور اس جیسا بننے کی کوشش کرو۔ اس لئے "توبۃ نصوحا" سے مراد یہ ہے کہ تم بھی بے داغ ہونے کی کوشش کرو کیونکہ جو تمہاری آخری منزل ہے وہ اللہ کے نور کی منزل ہے اور نور کی منزل کے راہ میں تمہاری کثافتیں حائل ہونگی اس لئے سفر کا آغاز ایسی توبہ سے ہوگا جو خدا کے لئے خالص ہو اور تمہیں پاک اور صاف کرنے والی اور پوری طرح دھو دینے والی ہو۔ لیکن اس کے باوجود خدا کے فضل کے سوا اور اس کی خاص قدرت کے سوا تمہاری برائیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ اس لئے بھی اہم بات ہے کہ بسا اوقات انسان حصول نور سے پہلے اپنی برائیاں دیکھ نہیں سکتا اور یہ عجیب مشکل ہے کہ جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی نہیں دیکھ سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا۔ نور الٰہی کی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے ہی تو نصیحت فرمائی گئی کہ پہلا قدم "توبۃ نصوحا" سے اٹھاؤ گے تو اس منزل کی طرف آجاؤ گے اور آخر پر نور کی عطا کا ذکر فرمایا گیا۔ لیکن اس سے پہلے یہ وعدہ کر دیا گیا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے اندر کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں کے ہوتے ہوئے تمہیں خود اپنی شناخت بھی نہیں ہو سکتی۔ پس اپنی ذات کی معرفت کے لئے جو نور چاہئے اگر وہ بھی حاصل نہ ہو تو پھر کیسے انسان اپنی کمزوریوں کو دور فرما سکتا ہے۔ اس بظاہر عقدہ لاینحل کا حل یہ فرمایا کہ تم یہ کرو اور ہم یہ کریں گے۔ تم نیت صاف کر لو اور پورے خلوص کے ساتھ جس میں کوئی دنیا کا میل داخل نہ ہو نیتوں میں کوئی فتور نہ ہو یہ ارادہ کر لو کہ میں نے اپنے آپ کو ہر داغ سے پاک کرنا ہے۔ اللہ کیا فرمائے گا "عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم" پھر تم دیکھو گے کہ بعید کی بات نہیں "عسیٰ" کے معنے قریب ہے یعنی تم جس چیز کو دور سے دیکھ رہے ہو کہ تم ہر قسم کے گند سے پاک ہو جاؤ۔ اللہ کے نزدیک وہ اتنی آسان بات ہے کہ ہرگز بعید نہیں اس کے لئے کہ تم سے تمہاری برائیاں دور فرمادے اور یہ وہ شرائط ہیں جن کے پورا ہونے کے بعد "یدخلکم جنات" یہ حالت جب تک حاصل نہ ہو جائے، یہ مقام جب تک حاصل نہ ہو جائے انسان ان جنتوں میں داخل ہونے کا اہل نہیں ہوتا جو جنتیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت سے تعلق رکھتی ہیں چونکہ یہاں مضمون ہر جنت کا نہیں بلکہ ایسی جنتیں ہیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت یا ان کے ساتھ رہنے سے تعلق ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ وہ ان جنتوں میں کب داخل ہونگے "یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ" جس دن اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے یا اور اس پر ایمان لائے دونوں معنے شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور مومنوں کے رسوا نہ ہونے کا مضمون یہاں بیان ہونا کوئی خاص معنے رکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھی گندے ہوں تو ساتھیوں کی وجہ سے بعض دفعہ کسی کو رسوائی ملتی ہے۔ بچے خراب ہوں تو طعنے پڑتے ہیں ماں باپ کو کہ دیکھو تمہاری اولاد کیسی نکلی۔ بعض دفعہ ان کو نصیحت کرنے کی خاطر، ان کو جھنجھوڑنے کی خاطر کہا جاتا ہے دیکھتے نہیں تم کس ماں باپ کے بیٹے ہو۔ تو یہ مضمون ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کا ساتھ اس جنت میں دینے کے لئے تمہیں حق دار بنایا جائے گا تب تم داخل کئے جاؤ گے اس کے بغیر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے ایک خفت کا مضمون پیدا ہو جائے گا کہ اپنی ذات میں ایسے کامل اور اتنے مؤثر اور ساتھ دیکھو کیسے لوگ پھر رہے ہیں۔ تو فرمایا اس دن وہ لوگ محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ پھریں گے جن کو یہ توبہ نصیب ہوگی۔ جو اپنے آپ کو بے داغ کرنے کی کوشش کریں گے اللہ کا فضل ان کو بے داغ کر دے گا ان کی کمزوریاں ان سے دور فرمادے گا پھر جنت میں داخل کرے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت اس شان سے عطا ہوگی کہ ان کا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کسی شرم کا موجب نہ ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں "نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم" ان کا نور ہے جو ان کے سامنے آگے آگے دوڑے گا اور ان کے داہنے ہاتھ بھی چلے گا۔ جہاں تک داہنے ہاتھ کا تعلق ہے یہ بھی ایک اہم مضمون ہے۔ دو جگہ قرآن کریم میں نور کے آگے چلنے اور داہنے ہاتھ چلنے کا ذکر ہے اور انسان تعجب میں مبتلا ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ کیوں نہیں۔ دراصل جس طرف انسان چلتا ہے اسی طرف کو روشن ہونا چاہئے کبھی آپ نے ٹارچ لے کر ایسا آدمی چلتا نہیں دیکھا ہوگا جو اپنے پیچھے ٹارچ مارتا ہو اور آگے چل رہا ہو۔ یہاں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان کا ہر قدم نیکی کی طرف اٹھتا ہے اور

داہنا ہاتھ نیکی کی علامت ہے۔ تبھی مومنوں کو جو جنت کی خوش خبری ملے گی ان کو ان کی کتاب داہنے ہاتھ سے پکڑائی جائے گی یعنی نیکیوں کی کتاب ہوگی۔ اور بایاں ہاتھ بدی کی علامت ہے اس لئے بدوں کو ان کی کتاب بائیں ہاتھ سے پکڑائی جائے گی۔ پس جنت میں تو ہر قدم نیکی کی طرف اٹھنے والا ہے اور آگے بڑھنے والا ہے۔

ان دو صورتوں کو نور کی دو طرفوں کے بیان سے ظاہر فرمایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قدم اب نیکی کی بجائے کسی اور طرف نہیں اٹھ سکتا اور ہمیشہ پیش رفت رہتی ہے ان کی، ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ قافلہ ہے اور یہ سفر ہو گا جنتوں کے اندر۔ اب یہ جو تصور ہے کہ جنت میں ایک دفعہ پہنچ گئے تو پھر دن رات کھایا پیا اور آرام فرمایا۔ کاؤچوں (Couch) پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی منتہیٰ ہے اس تصور کو یہ آیت کلیۃً جھٹلا رہی ہے۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ جنت بھی لامتناہی ترقیات کی جگہ ہے جہاں ٹھہراؤ نہیں ہے کیونکہ ٹھہراؤ موت کا نام بھی ہے اور تنزل کا آغاز بھی ہے اور جنت کی زندگی میں نہ موت ہے نہ تنزل ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ جنت میں ہر حال میں انسان آگے بڑھے گا۔ اور دوسرا اس لئے بھی لازم ہے کہ جب تک تبدیلی نہ ہو اس وقت تک انسان لطف کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ لطف آ بھی رہا ہو اور ایک جگہ ٹھہر جائے تو وہیں وہ لطف جو ہے آہستہ آہستہ بدمزگی اور اکتاہٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے Boredom کہا جاتا ہے بور ہو جاتا ہے انسان۔ تو حرکت میں اور تبدیلی میں وہ لذت ہے جو دائم رہتی ہے اور ہمیشہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ پس ایسی جنت جہاں ٹھہر جانا ہے وہ جنت تو کسی تمنا کے لائق چیز نہیں ہے۔

> **جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا**

فرمایا وہ کیا کہیں گے "نورھم یسعیٰ بین ایدیھم و بایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا" اے ہمارے رب ہمارے نوروں کو کامل کر دے۔ پس کمال نور ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی انتہا نہیں ہے کیونکہ نور کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی صلاحیت ہی کا نام نور رکھا گیا ہے۔ اور چونکہ مقصود بے انتہا ہے، اس کا کوئی منتہیٰ نہیں، اس لئے لازماً یہ نور بڑھے گا تو قدم خدا کی طرف آگے بڑھیں گے۔ پس وہ جو پہلا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ان کے آگے بھی نور بھاگ رہا ہو گا اور ان کے دائیں طرف بھی اس منزل کے حصول کی خاطر جو لامتناہی سفر ہے، لیکن ہمیشہ آگے بڑھنے والا ہے، ہمیشہ مزید نیکیاں کمانے والا ہے، اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یہ دعا سکھا دی گئی یا بتایا گیا کہ مومن جنت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت میں ہمیشہ یہ دعا کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھیں گے "ربنا اتمم لنا نورنا" اے ہمارے رب ہمارے نور کو کامل فرما دے "واغفرلنا" اور ہمیں بخش دے "انک علیٰ کل شیء قدیر" تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اب جہاں تک بخشش کا تعلق ہے یہ ایک چھوٹی سی الجھن باقی رہ جاتی ہے کہ جنت میں کون سے گناہ ہونگے جن کے لئے بخشش کی طلب ہے۔ اور یہ مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بخشش کی دعاؤں کا مضمون بھی کھول رہا ہے۔ بخشش گناہوں کی موجودگی کو نہیں چاہتی، ضروری نہیں ہے کہ گناہ کے بغیر بخشش نہ مانگی جائے۔ بخشش میں کچھ اور بھی مضامین ہیں اور نور والوں کے تعلق میں بخشش اور معنے رکھتی ہے۔ وہ نور جو ابھی تمام کو نہیں پہنچا جب کہ سفر کرنے والے بہت ہیں اور ہر ایک کے نور کی منزل الگ الگ ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص کو نور اس کی حسب استطاعت ملا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے کوئی حتمی فیصلہ ایسا نہیں فرمایا کہ جبراً کسی کو کم دے دیا، کسی کو زیادہ دے دیا۔ نور کے کم ہونے یا زائد ہونے کا اس شخص کی اپنی کمزوریوں سے بھی تعلق ہو سکتا ہے، ان سابقہ اعمال سے بھی ہو سکتا ہے جس کے نتیجے میں ان کی وہ نورانی شکل بنی جس کے ساتھ وہ جنت میں سفر کریں گے۔ تو وہ دعا کریں گے "واغفرلنا" نور مانگنے کے بعد کہ ہمارا نور کامل فرما دے، ساتھ یہ بھی دعا ہوگی کہ اگر کامل نہیں ہوا تو کچھ ہماری اندرونی کمزوری رہ گئی ہے کچھ ہماری جدوجہد میں کمی واقع ہوئی ہوگی، کچھ ایسی بات تو ضرور ہے کہ ہمیں نسبتاً کم نور عطا ہوا ہے۔ پس وہ جو قافلہ ہے اس کا نور یکساں نہیں ہے اور ہر جو قافلے میں شامل انسان ہے اس کی دعا ان معنوں میں الگ الگ ہے اس کی بخشش کا مضمون بھی الگ الگ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بخشش کا مضمون بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس دنیا کی دعاؤں میں بھی گناہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بخشش دراصل وہ جو ہمارے اردو اور پنجابی میں بخشیش کہا جاتا ہے اس سے بھی بخشش ایک تعلق رکھتی ہے کیونکہ غفران کا تعلق ایسی عطا سے ہے جس کا بندہ حق دار نہیں ہوا کرتا اور بے حق کے مانگتا ہے ورنہ گناہ گار کو کبھی بخشا جا ہی نہیں سکتا۔ گنہگار کی بخشش اس کے حق کی وجہ سے نہیں خالصۃً عطا سے تعلق رکھتی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ پنجابی میں خصوصاً اور اردو میں بھی لفظ بخشیش جگہ بنا گیا ہے کہ ہمیں بخشیش کر۔ تو مراد ایسی عطا ہے جس کے ہم ہرگز حق دار نہیں ہیں اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں عطا کر دے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بخشش کی دعائیں اس مضمون سے تعلق رکھتی تھیں اور بھی مضامین ہیں لیکن یہ خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر رہتا ہے۔ اور یہاں جنت میں بخشش کی دعا مانگنا قطعی طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ یہ استنباط غلط نہیں ہے کیونکہ جنت میں تو گناہ کوئی نہیں ہونگے۔ داخل اس وقت کیا گیا جب کہ کمزوریاں بھی دور کر دی گئیں اور بخش بھی دیا گیا، سابقہ گناہوں سے تعلق کاٹ بھی دیا گیا۔ تو اگرچہ یہ بھی انسان سوچ سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ماضی کی ان کمزوریوں کا حوالہ دے رہے ہوں جن کے نتیجے میں ان کا نور مکمل ہونے میں کچھ کمی رہ گئی ہے یا نسبتاً کمی رہ گئی ہے۔ مگر چونکہ اس قافلے کے قافلہ سالار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں جو آغاز ہی سے نور بنائے گئے تھے اور پاک اور صاف اور ہر قسم کے عیوب کے داغ سے منزہ یہاں تک کہ کشفاً بچپن میں آپ کے دل کو دوبارہ بھی دھویا گیا یعنی تخلیق کے بعد بھی کشفی حالت میں فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے آپ کے دل کو دھویا۔ تو جس کو ایسی پاکیزگی اور ایسی عصمت نصیب ہو اس کے تعلق میں جب بخشش کی دعا کے متعلق انسان سوچتا ہے تو ہرگز وہ مراد نہیں ہو سکتی جو عام دنیا کی فہم میں ہے۔ صرف ذنوب کی بحث باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا یہ ایک الگ وسیع مضمون ہے مگر جب محض بخشش کا لفظ آئے تو اس وقت میرے نزدیک بخشش سے مراد محض عطائے کامل ہے جس کا استحقاق سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہاں "ذنوبنا" کا ذکر نہیں ہے۔ "ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا" اے ہمارے رب ہمارے نور کو کامل فرما دے اور خواہ ہمیں استحقاق ہو یا نہ ہو کہ ہم اس منزل سے آگے بڑھیں تو ہمیشہ ہم سے ایسا بخشش کا معاملہ کر کہ تیرا رحم ہماری کمائیوں، محنتوں اور کوششوں سے بالا ہو، اس سے مستغنی اور بے نیاز ہو اور محض تیری طرف سے اترے "انک علیٰ کل شیء قدیر" تو اس چیز پر بھی قادر ہے یعنی ہر چیز پر قادر ہے تو چاہے تو اپنے بندے کو بے حساب دے دے، چاہے تو اپنے بندے کو بغیر حق کے دے دے۔ بے حد گنہگار ہو اس کو بھی دھو دے اور پاک صاف کر دے۔ جب تیری ذات ایسی کامل اور ایسی مقتدر ہے، ہر چیز پر تو قدیر ہے تو پھر ہمارا دعا مانگنا بے محل نہیں ہے۔

> **"توبہ نصوحا" سے مراد یہ ہے کہ تم بھی بے داغ ہونے کی کوشش کرو کیونکہ جو تمہاری آخری منزل ہے وہ اللہ کے نور کی منزل ہے۔ اور نور کی منزل کی راہ میں تمہاری کثافتیں حائل ہونگی۔ اس لئے سفر کا آغاز ایسی توبہ سے ہو گا جو خدا کے لئے خالص ہو اور تمہیں پاک اور صاف کرنے والی اور پوری طرح دھونے دینے والی ہو**

اسی نور کے تعلق میں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس یا چند اور اقتباس آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کی مثال بننے کے لحاظ سے بھی کچھ اور باتیں وضاحت طلب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اللہ نور السماوات والارض" یعنی خدا اصل نور ہے۔ ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے"۔ یہاں اصل نور کا لفظ یہ ظاہر کرنے کی خاطر ہے کہ جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بات ہوئی تھی وہاں تو مثل نورہ فرمایا گیا تھا اور یہاں ساری کائنات کو اللہ کا نور کہہ دیا گیا ہے تو کہیں کوئی یہ دھوکہ نہ کھا لے کہ کائنات تو ساری کی ساری نور خدا ہے اور محمد رسول اللہ صرف ایک مثال ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی لفظ بھی ضرورت سے زائد نہیں رکھتے اور جو لازم ہے وہ ضرور رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ یہاں "اصل" کا لفظ حذف ہے۔ مراد یہ ہے کہ دراصل اللہ ہی نور ہے اور جو کچھ تمہیں دوسری صورتیں دکھائی دیتی ہیں وہ اس نور کا پرتو ہے۔

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
Muslim TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

FOZMAN
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 0181-553 3611

"ہرایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے پس خدا کا نام استعارۃً "پتار کھنا" جیسے باپ کہا گیا ہے بائبل میں "اور ہر ایک نور کی جڑ اس کو قرار دینا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے" (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۸۶، ۳۸۷) ۔ یعنی روح انسانی کا خدا تعالیٰ سے کوئی ایسا رشتہ ہے جس کو لفظ نور کے اشتراک سے ظاہر فرمایا گیا ہے وہی نور انسان کی روح کی صورت میں جلوہ گر ہوا ہے کیونکہ اس روح نے بالآخر اللہ کے نور کی طرف حرکت کرنا تھی یہ مراد ہے ۔ اور خدا کا نور جب کہا جاتا ہے تو کیا مراد ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ان اللہ لاینام، کتاب الایمان سے اس باب سے یہ حدیث لی گئی ہے جس کا عنوان ہے اللہ تعالیٰ یقیناً نہیں سوتا۔

اللہ کا حجاب ایک ایسا نور ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے اور خدا نہیں۔ کیونکہ خدا اس نور کے پردے کے پیچھے ہے

"عن ابی موسیٰ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس کلمات" پانچ باتوں کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے یعنی پانچ باتیں بیان فرماتے ہوئے "فقال ان اللہ عزوجل لاینام ولا ینبغی لہ ان ینام" کہ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب عزت وجلال نہیں سوتا نہ ہی اسے زیبا ہے، نہ اس کی شان کے مطابق ہے کہ وہ سوئے "یخفض القسط ویرفعہ" وہ ترازو کے پلڑوں کو نیچے بھی کرتا ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔ قسط بمعنے انصاف۔ تو مراد ہے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں کوئی پلڑا نیچے ہو جاتا ہے کوئی اوپر چلا جاتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد ہے کہ اعمال کا وزن کرتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کس کے اعمال ہلکے ہیں اور کس کے بھاری ہیں، کس کے قابل قدر ہیں کس کے رد کے لائق ہیں۔ "ویرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النھار" پیشتر اس کے کہ دن کے اعمال شروع ہوں رات کے اعمال کا حساب لے لیا جاتا ہے۔ یعنی یہ خیال بھی ایک پوری طرح معاملے کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے کہ صرف آخرت کے دن ہی حساب کتاب ہو گا۔ وہ حساب کتاب ہو چکا ہو گا صرف اس کے نتیجے ظاہر کئے جائیں گے۔ حساب کتاب تو روز روز ساتھ ساتھ ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی حساب کتاب کے نتیجے میں ہماری روح یا جہنمی بن رہی ہوتی ہے یا جنتی بن رہی ہوتی ہے۔ پس سریع الحساب کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ انتظار نہیں کرتا بہت لمبے عرصے کا حساب کا، کہ ساتھ ساتھ ایک حساب کا نظام جاری وساری ہے اور انسان کی روح پر نیک اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں، بد اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں اور جو اس کا عمل ہے وہ اپنے نتیجے ساتھ ساتھ پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ پس وہ ترازو کے دو تھال ہیں جن کے اوپر وزن رکھا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ ان کو نیچا بھی کرتا ہے، ان کو اونچا بھی کرتا ہے، ارادۃً نہیں بلکہ فیصلہ فرماتا ہے ایسا کہ جن کے نتیجے میں بعض اعمال بے وزن دکھائی دینے لگتے ہیں اور بعض اعمال باوزن دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اور اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر رات کی صف لپیٹنے کے ساتھ ہی اس رات میں جو بھی اعمال ہوئے ہیں ان سب کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ یہ اعمال کس نوعیت کے تھے، کیا ان کی حیثیت ہے، ایسے کرنے والے سے کیا سلوک ہونا چاہئے۔ اور ساتھ ہی دن کے اٹھنے سے پہلے دن کے حسابات بھی سارے طے ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا "حجابہ النور" اس کا حجاب نور ہے۔ یعنی لوگوں کے حجاب تو اپنے نور کو چھپانے کے لئے جیسے ہوتے ہیں ورنہ جو لوگ چھپنا چاہیں وہ اگر بغیر حجاب کے رہیں تو ننگے ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نور کا حجاب اوڑھا ہوا ہے۔ عجیب مضمون ہے۔ لوگ نور چھپانے کے لئے حجاب استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نور کا حجاب اوڑھا ہوا ہے۔ اس کا حجاب ہی نور ہے۔ پس جدھر تم دیکھو گے خدا کا نور دکھائی دے گا اور یہ وہ مضمون ہے جو کائنات پر نظر ڈالنے میں ایک نیا رنگ پیدا کر دیتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جدھر بھی دیکھو اسی طرف خدا کا نور دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نظم کہ ؎

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا ○ کیوں کہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

یہ حجاب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور پھر ساری نظم نور ہی کی نظم ہے اور سب حجاب کی باتیں ہیں مگر حجاب پر غور کرو تو وہ حجاب نور دکھائی دے رہا ہے حالانکہ ہے حجاب۔ پس اللہ تعالیٰ کا نور جو ہے وہ ایک ایسا حجاب ہے یا اللہ کا حجاب ایک ایسا نور ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے اور خدا نہیں کیونکہ خدا اس نور کے پردے کے پیچھے ہے۔ پس ہر چیز جو نور دکھائی دیتی ہے وہ ایک پردہ ہے اور جو پردہ زیادہ لطیف ہو گا اتنا ہی زیادہ اس کے پرلی طرف خدا دکھائی دے گا۔ ان معنوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پردہ چونکہ سب سے زیادہ شفاف تھا اس لئے فرمایا گیا کہ وہ مثال ہے اللہ کے نور کی۔ اگر قریب تر کوئی چیز دیکھنی ہے تو اس پردے کو دیکھو اس میں سے خدا کے نور کی زیادہ جھلکیاں دکھائی دیں گی۔ ورنہ ہر دوسرا پردہ جو نسبتاً کثیف ہے وہ اتنی زیادہ شان کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ خدا کے نور کو ظاہر نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا نور کا حجاب خدا نے کیوں اوڑھا ہوا ہے۔ "لو کشفہ لا حرقت سبحات وجھہ ما انتھیٰ الیہ بصرہ من خلقہ" اگر خدا اپنے نور کا پردہ اٹھا دے تو اس کے چہرے کے جلوے، اس کی سبحات، اس کی جھلکیاں ہیں وہ حد نظر تک ہر مخلوق کو مٹا کر، جلا کر رکھ دیں، کوئی بھی چیز اس کو دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتی اور ہر چیز جل کر خاک ہو جائے۔ اس لئے یہ پردہ محض ایسے حجاب کے طور پر نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنے عاشق سے چھپنا چاہتا ہے اور پوری طرح، کھلے دل کے ساتھ اپنے محبوب کو نظارہ نہیں کروانا چاہتا۔ یہ اور معنے رکھتا ہے۔ یہ یہ معنے رکھتا ہے کہ اے میرے عاشق میں تجھ سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ تجھے ہلاک نہیں کرنا چاہتا، تجھے اپنا اتنا ہی نظارہ دکھاؤں گا جتنا تجھے برداشت کرنے کی استطاعت ہے۔ اس سے اگر آگے دکھایا تو پھر یہ تجھ پر ظلم ہو گا دیکھنے والا ہی کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پس حضرت موسیٰؑ سے جو طور پر سلوک ہوا تھا وہ اسی مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ کنجوسی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ تو ہر ایک کو اپنا وجود دکھانا چاہتا ہے مگر اس کا نور یا اس کی ذات جو ہے وہ ایک ناقابل فہم جلوہ ہے ہمارے لئے جس تک ہمارے تصور کی بھی رسائی نہیں ہے۔ جس کا پردہ جگمگا اٹھے ایک یہ بھی معنی ہے "حجابہ النور" کہ اس کا تو پردہ ہر جگہ جگمگا رہا ہے وہ خود کیا ہو گا۔ جدھر بھی نظر ڈالو وہاں اس کی روشنی دکھائی دیتی ہے لیکن نظر میں نور ہو تو دکھائی دیتی ہے اگر نظر میں نور ہو تو کائنات کے ذرے ذرے میں اتنا نور دکھائی دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص ○ کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تو نے کیسے عجیب خواص ہر ذرے میں رکھ دیئے ہیں ہر ایٹم میں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز میں "کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا" کہ ایک ذرے پر بھی نظر ڈال کے دیکھو تو اس کے اندر ایک اسرار کا عالم ہے۔ کون ہے جو اس سارے عالم اسرار پر محیط ہو سکے اور سب کا نظارہ کر سکے۔

نور کی عطا کے ساتھ نور کی پیاس بجھ نہیں جایا کرتی بلکہ بڑھ جایا کرتی ہے

اور یہ بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اس وقت تک ایٹم کی توانائی اور اس کے اسرار کی کوئی بات لوگ سنتے ہی نہیں تھے۔ ابھی یہ بات عام گفتگو میں داخل ہی نہیں ہوئی تھی۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نور سے دیکھ رہے تھے اس لئے آپؑ نے اس حقیقت کو جان لیا یعنی قرآن کے نور سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے کہ خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا اس کا ذرہ ذرہ ایک نور ہے جو خدا کا حجاب ہے۔ اور حجاب کا نور ہونا میرے نزدیک یہی معنے رکھتا ہے کہ جو اس کے پیچھے ہے اس سے چمک رہا ہے اور کثیف سے کثیف بھی ہو تو جو اس کے پیچھے جلوہ گر ہے اتنی شان کا جلوہ گر، اس قوت کے ساتھ جلوہ گر ہے کہ ہر حجاب اس کے چہرے پر نور بن گیا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو بے اختیار کہتے ہیں "کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا" اور یہی مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ "حجابہ النور" نور تو اس کے چہرے کا نقاب ہے "لو کشفہ" اگر وہ اپنا چہرہ دکھا دے "لاحرقت سبحات وجھہ ماانتھیٰ الیہ بصرہ من خلقہ" تو اس کے چہرے کا جلال اور اس کی چمک دمک، اس کا جلوہ تا حد نظر ہر مخلوق چیز کو جلا کر رکھ دے۔

پھر صحیح بخاری میں ایک اور بڑی یعنی ہر حدیث ہی بہت گہری اور آسمانوں کی سیر کرانے والی ہے مگر اس کا جس کا نور سے تعلق یہ حدیث بھی ایک خاص لطف اپنے اندر رکھتی ہے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ باللیل" اس میں ترجمہ میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر وضو کیا اور نماز تہجد ادا کی........ اور آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2,
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور کر دے اور مجھے نور بنا دے۔

اب یہ جو حدیث ہے یہ اس لئے میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ اس سے بعض جو سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں ان کے لئے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو "مثل نورہ" قرار دے کر پھر جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ تو حیرت انگیز ہے کہ آسمان سے شعلہ نور نہ بھی اترتا تو یہ از خود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا پھر یہ دعا کیا معنے۔ اور پھر قرآن کریم میں جو خوش خبری دی گئی ہے نور کی اس کے دائیں طرف چلنے کا ذکر ہے اور یہاں بائیں طرف بھی نور مانگا گیا ہے اور انسان پیچھے کی طرف تو نہیں جایا کرتا، پیچھے بھی نور مانگا گیا ہے تو اس حدیث کے حوالے سے ان اطراف کا کیا معنی ہے اور اس دعا کا کیا مقصود ہے۔ فرمایا اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے۔ اب آپ کا دل تو نور الٰہی کی تخت گاہ تھا اور منور اور روشن دل تھا۔ "پیدا کر دے" سے کیا مراد ہے؟ در حقیقت یہ وہ نور ہے جو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جس کی انتہا کوئی نہیں ہے جو بڑھنے والا ہے۔

یاد رکھو کہ جنت میں کوئی ایسا شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت میں چلنے کی توفیق نہیں پائے گا جو آپؐ کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب بنتا ہو

اس دعا میں دو باتیں ہیں جو بالکل واضح ہیں۔ اول یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام انکسار دکھایا گیا ہے۔ دوسرا مقام عرفان بتایا گیا ہے۔ انکسار اس پہلو سے کہ جس کو خدا تعالیٰ یہ خوش خبری دے کہ "اول ماخلق اللہ نوری" آپؐ فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے جو بتایا ہے اس لحاظ سے خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ جس کو یہ خبر مل چکی ہو، جس کو خدا کے نور کی مثال قرار دیا گیا ہو اور جس کو آسمان سے اترنے والا نور قرار دیا گیا ہو جس کے ساتھ قرآن کا نور اترا وہ یہ کیا کہہ رہا ہے کہ اے خدا میرے دل میں نور رکھ دے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ آپؐ انکسار کے بھی انتہائی مقام پر تھے اور عرفان کے بھی انتہائی مقام پر تھے۔ آپؐ جانتے تھے کہ نور کے عطا ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا خدا مل گیا ہے یا خدا کے نور کی انتہا کسی کو عطا ہو سکتی ہے۔ آپؐ بندے کا مرتبہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ نسبتی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کا سفر لامتناہی ہے، کبھی ختم ہونے والا نہیں اور خدا سے نور اس طرح مانگوں جیسے جھولی خالی ہو۔ یہ انکسار کا بھی کمال ہے اور عرفان کا بھی کمال ہے۔ "رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر" میں جس طرح ایک خالی جھولی والا فقیر بن کر حضرت موسیٰؑ نے دعا مانگی تھی آپ نے یوں دعا مانگی گویا میں تو نور مانگ رہا ہوں مجھے تو نور نہیں ابھی ملا۔ نہیں ملا کا لفظ نہیں ہے لیکن دعا کی طرز یہ ہے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے۔

دوسرے اس میں یہ مضمون ہے کہ نور کی عطا کے ساتھ نور کی پیاس بجھ نہیں جایا کرتی بلکہ بڑھ جایا کرتی ہے۔ اور وہ سب جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ پالیا۔ ہمیں اللہ سے مل گیا، وحی نازل ہو گئی، یہ مل گیا، وہ مل گیا۔ ان سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں کیونکہ جس کو سب سے زیادہ ملا اس نے ایسے جھولی پھیلائی جیسے خالی ہو۔ اس نے تو ایسے ہاتھ بڑھایا جیسے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ تو مراد یہ ہے کہ دینے والے کی عطا لامتناہی ہے اور ہر عطا کے بعد اور مانگو اور مانگو۔ یہی وجہ ہے کہ جنت کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جنت میں اس طرح آگے بڑھتا ہوا دکھایا گیا ہے کہ منہ پر یہی دعا تھی "ربنا اتمم لنا نورنا۔ ربنا اتمم لنا نورنا" اے ہمارے رب ہمارا نور تمام کر دے، مکمل کر دے تو وہی دعا جو آپ نے جنت میں کرنی تھی یہ وہی مضمون ہے اس دنیا ہی سے اس دعا کا آغاز ہو چکا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ اے میرے رب میرے دل میں نور پیدا کر دے یعنی اتنا لطف آیا ہے پہلے نور سے اس کے باوجود بھوک نہیں مٹی اور مزید کی طلب پیدا ہو گئی ہے۔ پس پیدا کر دے سے مراد نیا اور نور عطا کر دے یہ مراد ہے نہ کہ واقعتہً ایک خالی دل ہو۔ پس یہ دعا کے بھی انداز ہیں اور انکسار کے بھی اور معرفت کے یہ خاص انداز ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ سے سیکھے اور ہمیں سکھائے۔

فرمایا میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور۔ اور آنکھوں کا نور نہیں تھا تو دیکھا کس طرح پھر۔ آنکھوں کا نور تھا اور اتنا تھا کہ دنیا میں کسی کو وہ نور عطا نہیں ہوا کیونکہ آنکھ کے نور کے نتیجے میں انسان آسمانی نور کو دیکھ سکتا ہے۔ اور سب سے زیادہ نور الٰہی کے جلوے، نور الٰہی ذات میں تو کسی کو دکھائی نہیں دے سکتا۔ اس کی تجلیات آپ نے دیکھی تھیں۔ ابھی آنکھوں کی حرص بھی پوری نہیں ہوئی اور یہ ایک ایک عضو کر کے بتایا جا رہا ہے اس میں محبت کی انتہا بھی دکھائی دیتی ہے۔ اتنا پیار ہے اللہ کے نور سے کہ ایک ایک عضو کے لئے الگ الگ جھولی پھیلائی جا رہی ہے، ہاتھ اٹھایا جا رہا ہے، اے اللہ مجھے تجھ سے اتنا پیار ہے کہ میرے دل میں نور پیدا کر دے، میری آنکھوں میں نور عطا کر دے، اور میرے کانوں میں نور، میرے کان کیوں محروم رہیں ان کو بھی نور کی بھیک عطا کر اور میرے دائیں بھی نور عطا کر اور میرے بائیں بھی نور عطا کر دے۔

یہاں وہ نیکی اور بدی والا مضمون نہیں ہے۔ یہاں محبت کی انتہا کا مضمون ہے کہ مجھے غرق کر دے اپنے نور میں۔ میری ہر طرف تیرے نور سے روشن ہو جائے اور ان معنوں میں کہ بائیں طرف بھی نیکیوں کی آماجگاہ بن جائے۔ یہ دعا اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری رگوں میں بھی تمہاری رگوں کی طرح شیطان دوڑا کرتا تھا یعنی دوڑتا ہے طبعاً لیکن وہ مسلمان ہو چکا ہے، وہ کلیۃً اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر چکا ہے تو بائیں طرف سے ہمیشہ شیطان حملے کرتا ہے اور عموماً نور کا تعلق ان معنوں میں دائیں طرف سے رکھا جاتا ہے۔ مگر جہاں محبت کا مضمون ہو، جہاں عشق کی انتہا ہو اور انسان یہ کہنا چاہے کہ اے خدا مجھے اپنے نور میں غرق کر دے وہاں بائیں طرف بھی نور مانگا جاتا ہے اور یہ نور آپ کو عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ وہ بھی بدی کی طرف نہیں بلکہ نیکی کی طرف ہدایت دے رہا ہے، میرا نفس امارہ بھی گویا نیکی کی تعلیم دینے والا بن چکا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جس میں وہ مضمون جو میں نے پہلے بیان کیا تھا چونکہ وہ مراد نہیں اس کا زاویہ مختلف ہے اس لئے تصادم نہیں ہے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ ایک اور انداز ہے نور مانگنے کا اور نور کے معنوں کا۔ اور میرے اوپر بھی نور اور میرے نیچے بھی نور وہی غرقابی کا مضمون اور غرق ہو کے انسان تہہ تک تو پہنچ جایا کرتا ہے مگر اس چیز کی تہہ تک جس کی کوئی تہہ ہو۔ وہ سمندر جو اتھاہ ہو، جس کی کوئی تہہ موجود نہ ہو، جس کا نہ دائیں کنارہ، نہ بائیں، نہ آگے، نہ پیچھے، نہ اوپر، نہ نیچے، اس میں یہی دعا ہے جو موزوں دکھائی دیتی ہے اور بعینہ یہی ہونی چاہئے تھی مگر صاحب عرفان کے لئے۔ فرمایا میں تجھ میں ڈوبتا چلا جاؤں لیکن ہمیشہ میرے نیچے تو رہے گا میں کبھی بھی تیری آخری حد کو نہیں پہنچ سکتا نہ اوپر، نہ دائیں، نہ بائیں، نہ آگے، نہ پیچھے، ہر طرف تو ہی تو ہو اور پھر بھی سفر جاری رہے۔ سفر جاری ہونا اس دعا سے ظاہر ہے یعنی میں دعا مانگ رہا ہوں، مانگتا چلا جاؤں گا اور اس مضمون کو میرے لئے تو کامل فرماتا چلا جا۔ اور پھر فرمایا اور مجھے نور بنا دے۔ حالانکہ نور بن چکے تھے۔ پس جو نور بن چکا ہو وہ کہتا ہے مجھے نور بنا دے اس میں وہی مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ نور بننے کے بعد آپ کی طبیعت کا انکسار بھی اس نور سے چمک اٹھا ہے۔ طبیعت کا جو انکسار ہے یہ بعض دفعہ اندھیروں کے نتیجے میں ہوتا ہے، بعض دفعہ روشنی کے نتیجے میں۔ اندھیروں کے نتیجے میں تو انسان کو اپنی جہالت میں اپنا پتہ ہی کچھ نہیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ منکسر ہو جاتا ہے اور یہ بات اندھیروں کے انکسار کی ایک تمثیل کی صورت میں بتائی گئی ہے کہ ایک دفعہ ایک شیر کو بھیڑوں کے گلے میں پالا گیا تو وہ بے چارہ اپنے آپ کو بھیڑ ہی سمجھا کرتا تھا اور ہر کتے کے بھونکنے سے ڈر جایا کرتا تھا۔ حالانکہ تھا شیر۔ تو انکسار وہ کوئی نیکی کا انکسار نہیں تھا وہ جہالت کا انکسار تھا۔ اپنے نفس کی معرفت نہیں تھی اس کو کہ میں کون ہوں یہاں تک کہ ایک دفعہ واقعتہً شیر گرجا ہے تو اس کے اندر کا شیر بھی جاگ اٹھا اور پھر وہ پلٹا ہے اس کے اوپر حملہ آور ہو کر تو سارے گلے کی حفاظت کا موجب بن گیا۔ تو ذات کا عرفان نہ ہونے کے نتیجے

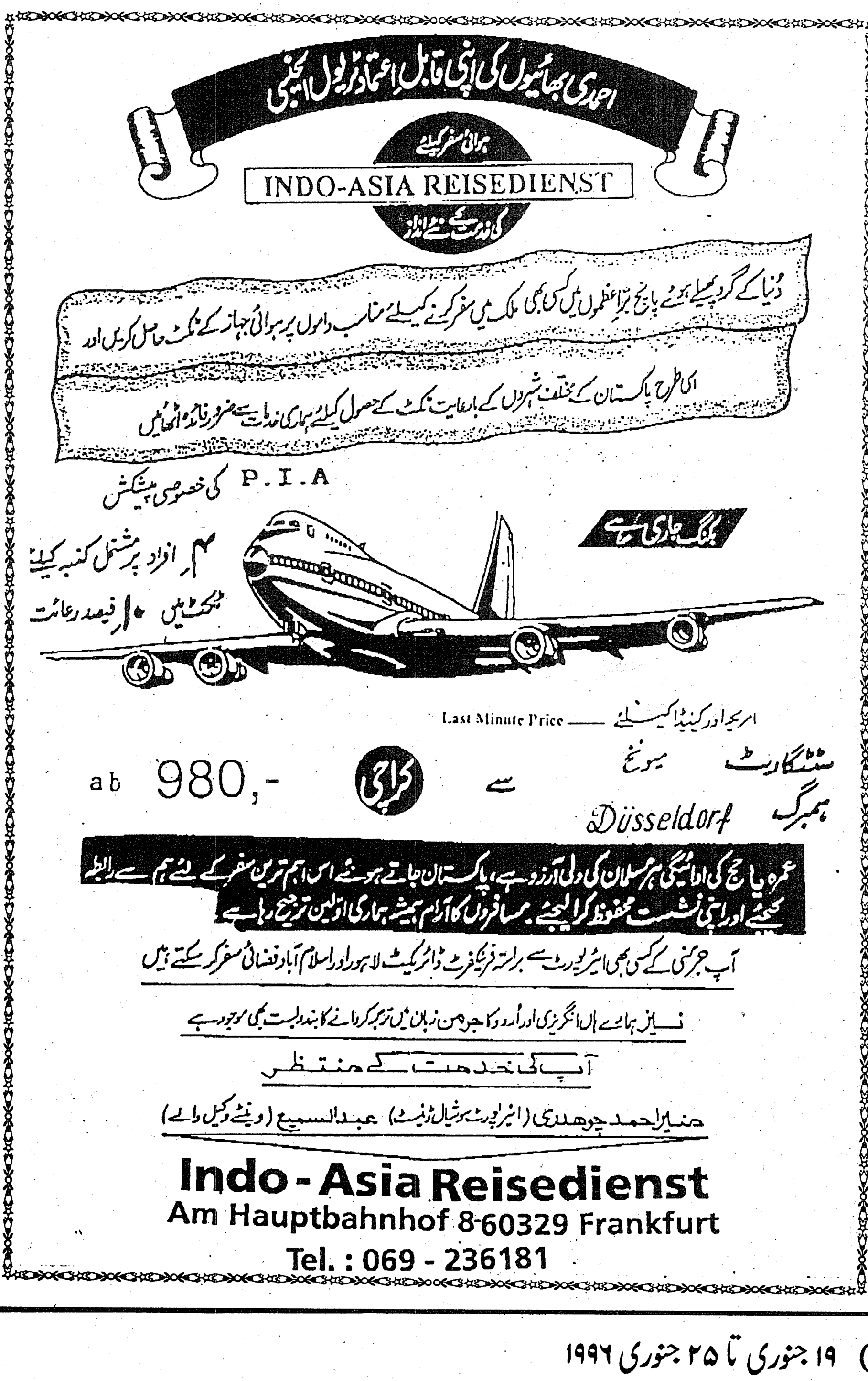

میں بعض دفعہ انسان اپنی عظمت سے محروم رہ جاتا ہے، بعض دفعہ اپنی اصل حقیقت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور وہ جو دوسرا عرفان ہے وہ انکساری پیدا کرتا ہے لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ کچھ جاننے کے باوجود پھر انسان سمجھتا ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ ہے وہاں سے ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے وہ مکمل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ذات لامحدود ہے۔ جس کے اندر لامتناہی عطا کی قوتیں موجود ہوں اس سے ایک گھونٹ مانگ بھی لیا تو کیا فرق پڑے گا۔ اگر سمندر بھی مانگ لوگے تو تب بھی فرق کوئی نہیں پڑے گا۔ کیونکہ تمہارا جو ظرف ہے وہ تو محدود ہے مگر عطا کرنے والا لامحدود ہے۔ پس اس سے مانگو اس میں ایک اور مضمون جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا ظرف بھی بڑھ رہا تھا اور جتنا خدا تعالیٰ کا نور آپ پر جلوہ گر ہو رہا تھا آپ کے ظرف کی توفیق بڑھتی چلی جا رہی تھی، سیرابی کی کوئی ایسی منزل نہیں آئی جس میں آپ نے سمجھا ہو کہ جتنا سما سکتا تھا سما چکا ہوں بس اب اس سے زیادہ میں سمیٹ نہیں سکتا۔ ورنہ ایک پیالی کو آپ سمندر میں ڈبوئیں اور پھر وہ پیالی اور پانی مانگے اور اور پانی مانگے تو بالکل بے معنی بات ہے۔ وہ پیالی ڈوبے گی۔ جتنا بھرنا تھا بھر گئی پھر جب تک وہ الٹے نہ ایک دفعہ اور پانی مانگ نہیں سکتی اور خدا کا نور کب الٹا دیا جاتا ہے وہ تو ہمیشہ کے لئے ساتھ چمٹا کے رکھا جاتا ہے۔

> ایسی موت مانگو جس موت سے پہلے یہ سارے مراحل طے ہو چکے ہوں اور کوئی کثافت ایسی اپنے ساتھ لے کر ہم اس دنیا میں نہ جائیں جو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت سے اس لئے محروم کر دے کہ ہمارا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب ہو

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ظرف ہمیشہ تدریجاً ترقی کر رہا تھا۔ جتنا نور عطا ہوتا تھا ظرف بڑھ جاتا تھا اور یہی اہل جنت کی دعا کا مفہوم ہے جو اس مثال سے میں نے آپ پر کھولا ہے۔ اہل جنت جو یہ دعا مانگیں گے کہ اے خدا ہمارے آگے بھی نور کر ہمارے دائیں بھی نور کر اور ہمارے نور کو تمام کر دے کامل کرتا چلا جا۔ یہ مراد ہے سب کچھ عطا ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ ان کے ظرف بڑھاتا رہے گا، ان کی پیاس پہلے سے زیادہ کرتا چلا جائے گا اور یہ لامتناہی سفر جو ہے وہ چونکہ ہمیشہ نئی منزلوں کی طرف ہے، نئے نئے حسن کے نظاروں کی طرف ہے اس لئے کبھی بور نہیں ہو سکتا۔ خدا کے حجاب میں بھی ایسا حسن ہے کہ اس کے سفر میں اگر آپ حرکت میں رہیں اور ایک حجاب کے پہلو سے دوسرے حجاب کی طرف منتقل ہوتے رہیں تو ساری زندگی یہ سفر کریں کبھی آپ کو ایک لحہ بھی اکتانے کا نصیب نہیں ہو سکتا، کبھی آپ اکتاہٹ محسوس نہیں کر سکتے۔

اور یہ مضمون اسی آیت کی طرف پھر اشارہ کرتا ہے "کل یوم ھو فی شان فبای الاء ربکما تکذبان" (سورہ الرحمان)۔ دیکھو خدا تمہاری خاطر کیسے کیسے جلوے دکھاتا چلا جا رہا ہے ہر لحہ اس کی شان بدلتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے حالانکہ وہ بدلتا نہیں ہے۔ پس دیکھو تو سہی اپنی آنکھیں پیدا کرو اس کے حسن کے نظارے کی پھر یہ تمہاری زندگی کا تمام سفر حسن کا سفر ہو جائے گا اور کبھی ایک لحہ کے لئے تم اکتا نہیں سکتے، بور نہیں ہو سکتے۔ پس یہ سفر ہے جو اس دنیا میں ہمیں کرنے کا سلیقہ آنا چاہئے اور پھر جنت کے سفر کی اہلیت عطا ہوگی اور اس شرط کو یاد رکھو کہ جنت میں کوئی ایسا شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت میں چلنے کی توفیق نہیں پائے گا جو آپ کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب بنتا ہو۔ جو ندامت کے موجب بنتے تھے دنیا ہی میں وہ اپنی معافیاں مانگ چکے ہونگے۔ تب ایسی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ جو کمزوریاں اور داغ رکھتے تھے دنیا ہی میں توبۃً نصوحاً کے ذریعے وہ کمزوریاں اور داغ دھونے کے فیصلے کر چکے ہونگے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو دھو چکا ہو گا۔ اس لئے ایسی موت مانگو جس موت سے پہلے یہ سارے مراحل طے ہو چکے ہوں اور کوئی کثافت ایسی اپنے ساتھ لے کر ہم اس دنیا میں نہ جائیں جو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت سے اس لئے محروم کر دے کہ ہمارا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب ہو۔

> پس اپنے لئے نور بھی مانگتے چلو اور بخشش بھی مانگتے چلو اور اس کامل انکسار کے ساتھ آگے بڑھو جہاں ہر منزل کا حصول تمہیں اوپر کے رستوں کو دکھا کر اپنے آپ کے اندر ادنیٰ ہونے کا احساس تو پیدا کرے، نیچے کی طرف دکھا کر تکبر پیدا نہ کرے

یہ نور ہے اور یہ نور کا سفر ہے جسے سمجھنا چاہئے، جس کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں اور جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی دعا کے ذریعے ہمیں اس نور کے مانگنے کے انداز سکھائے اور نور عطا ہو جانے کے باوجود پھر مزید طلب کی حکمت بھی ہمیں سمجھا دی اور خود ہمیشہ اس کی لامتناہی طریق پر طلب کرتے چلے گئے، کبھی نہ تھکے نہ ماندہ ہوئے۔ یہ مضمون بھی سمجھنا اس لئے ضروری ہے کہ نور کے سفر میں بعض دفعہ نور ہی ظلمات میں انسان کو غرق کر دیا کرتا ہے۔ ایسے شخص کا نور جس میں تکبر پایا جائے، جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا انکسار نہ ہو اس کا نور بسا اوقات اس کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے جس سے نکلنا اس کے بس میں نہیں رہتا بلکہ اس میں ہمیشہ رہنا اس کی تقدیر بن جایا کرتا ہے۔ پس نور کا حصول خود بھی تو خطرات کا ایک مضمون ہمیں دکھ رہا ہے۔ ایک خطرات سے پر رستہ بھی دکھا رہا ہے اور یہ نور ہو تو دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب نور اس درجہ روشن ہو جائے کہ وہ اس رستے کے نقصان اور خطرات بھی دکھانے لگے تو پھر بخشش کی دعا ایک بے ساختہ دعا ہے اور ان معنوں میں حصول نور کے بعد پھر بخشش کی دعا آتی ہے۔

پس اپنے لئے نور بھی مانگتے چلو اور بخشش بھی مانگتے چلو اور اس کامل انکسار کے ساتھ آگے بڑھو جہاں ہر منزل کا حصول تمہیں اپنے اوپر کے رستوں کو دکھا کر اپنے آپ کے اندر ایک ادنیٰ ہونے کا احساس تو پیدا کرے، نیچے کی طرف دکھا کر تکبر پیدا نہ کرے۔ اللہ کرے کہ ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جیسے کامل رہنما کے پیچھے چلنے کے انداز عطا ہوں۔ وہ اسلوب عطا ہو جائیں جو خود اس کامل راہنما ہی نے ہمیں سکھائے ہیں۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آلہ محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

دلچسپ خبریں

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آپکی انگلیاں ہی آپکا چیک ہیں

زمانہ قدیم سے لوگوں کی شناخت کے لئے انکی انگلیوں اور انگوٹھوں کے نشان استعمال ہوتے رہے ہیں۔ یہ شناخت کا سب سے قابل اعتماد ذریعہ ہے کیونکہ کوئی سے دو انسانوں کے نقوش آپس میں نہیں ملتے یہ بھی خدا تعالیٰ کی "کل یوم ھو فی شان" (۵۵:۳۰) کہ "وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے" کی ایک جھلک ہے۔ یہی حال انسان کے ڈی این اے کا ہے۔ یہ نشان ساری عمر ایک ہی نمونہ پر قائم رہتے ہیں سوائے اس کے کہ سرجری، بیماری یا حادثہ کے نتیجہ میں تبدیل ہو جائیں۔

اب سڈنی کی ایک کمپنی نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ایسا ELECTRONIC SCANNER ایجاد کیا ہے جس سے چند سال کے اندر اندر اکثر بنک کارڈ اور شناختی کارڈ بیکار ہو جائیں گے۔ خودکار پیسے نکلوانے کی مشین سے پیسے نکلوانے ہوں، کسی قسم کی کوئی ادائیگی کرنی ہو، اپنے گھر یا دفتر کا مقفل دروازہ کھولنا ہو تو بس شیشے پر اپنی انگلی رکھ دیں۔ ہے نا کھل جا سم سم والی بات۔ درحقیقت آپکی انگلی کا نشان ہی آپکی چابی ہے۔ اس کا راز صرف یہ ہے کہ کمپنی آپکے نشان انگوٹھا کی تین جہت والا ایج بنائے گی اور کمپیوٹر میں ڈال دے گی۔ باقی کام وہ خود کرلیگا۔ امریکہ کے بعض اداروں نے کمپنی بنام FINGER SCAN کو آرڈر بھی دے دیئے ہیں۔ کمپنی فی الحال تیس ملکوں میں کاروبار کرے گی۔

وہ ذبح بھی کرے ہے اور لے ثواب الٹا

آسٹریلیا میں قانون بن رہا ہے کہ اگر کوئی عورت روز روز کی مار پٹائی سے تنگ آکر خاوند کو الٹی یا سیدھی چھری سے ذبح بھی کردے تو باوجود قتل عمد کی مرتکب ہونے کے وہ مقتول کے ورثہ سے محروم نہیں کی جائے گی۔ جج کو یہ اختیار ہوگا کہ جہاں وہ دیکھے کہ قاتلہ اپنے خاوند کے ہاتھوں تکلیف اٹھاتی رہی ہے اور اس پر بچوں کی پرورش کی ذمہ داری بھی ہے تو ایسی عورت ساری جائیداد کی اکیلی وارث بن جائے گی۔ یہاں موت کی سزا موقوف ہے لہٰذا قاتلہ (یا قتالہ) اپنے خاوند کی طرف سے فارغ ہوکر اطمینان سے مشاغل زندگی کو ادا کر سکے گی۔ اگر مقتول بول سکتا تو اس صورتحال پر شاید یہی کہتا کہ لو یہ بھی خوب رہی۔

وہ ذبح بھی کرے ہے اور لے ثواب الٹا

چھت پھاڑ کر ملنے میں مضمر خطرات

ویلنگٹن میں گیری اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ کشتی پر سوار مچھلیاں پکڑ رہا تھا کہ اچانک ایک بڑی مچھلی اس کے کانٹے میں پھنس گئی۔ اتنے بڑے شکار کے ہاتھ لگنے پر وہ بڑا خوش ہوا ابھی وہ کھینچ ہی رہا تھا کہ مچھلی خود ہی اچھل کر کشتی میں آگری۔ یہ دس فٹ لمبی شارک تھی جس نے گرتے ہی کشتی کو ڈانوا ڈول کردیا اور اسکے بیٹے کو زخمی کردیا۔ کشتی ڈوبتے ڈوبتے بچی، دھماکہ سے پٹرول کی ٹینکی پھٹ گئی اور سارا تیل کشتی میں بہہ گیا اور موٹر بند ہوگئی۔ چپوؤں کی مدد سے کشتی کو جوں توں ساحل پر لائے اور مچھلی نے پھر چھلانگ ماری اور سمندر کے اندر۔ بلکہ گیری نے خود ہی اسے سمندر میں دھکا دیا اور اسطرح جان بچی سو لاکھوں پائے، کی مثال اس پر صادق آئی اور ساتھ ہی یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ اگر کچھ چھت پھاڑ کر اچانک وسعت سے بڑھ کر ملتا ہے تو اس میں کچھ خطرات بھی پوشیدہ ہوتے ہیں۔

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 0181- 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

مسائل رمضان

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے

(عبدالماجد طاہر)

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔

حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"من لم یجمع الصوم قبل الفجر فلا صیام لہ"

(ترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب لاصیام لمن لم یعزم من اللیل)۔

جو فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

اسلام نے اعمال کی بنیاد نیتوں پر رکھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الاعمال بالنیات" کہ اعمال کا انحصار انسان کی نیت اور ارادہ پر ہے اس لئے اسلامی عبادات کے شروع کرنے کے لئے بھی اخلاص، نیت اور نیک ارادہ شرط ہے۔ یہی بات روزہ کے بارہ میں فرمائی ہے کہ اس کے لئے نیت کرنی چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ اور نیت کر کے سوئے۔

روزہ کی نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہوسکا کہ آج سے رمضان شروع ہو رہا ہے یا سویا رہا۔ صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا "جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کرلے اور جس نے کچھ کھاپی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضاء کرے۔" (ابوداؤد۔ کتاب الصیام باب فی شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ھلال رمضان)۔

نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرتے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کرسکتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدخل علی بعض ازواجہ فیقول ھل من غداء فان قالوا لاقال فانی صائم"

(صحیح مسلم کتاب الصوم باب جواز صوم النافلۃ بنیۃ من النھار)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جاسکتی ہے۔ گو حضور علیہ السلام کے یہ روزے نفلی تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھاکر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب میں کیا کروں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا، دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔ (البدر، ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء)

سحری کے آداب

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تسحروا فان فی السحور برکۃ"

(بخاری کتاب الصوم۔ باب برکۃ السحور)۔

اے مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

"السحور" سحر سے ہے جس کے معنے صبح کے ہیں اور "السحور" کا لفظ علی الصبح کھانا کھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہودیوں کے روزہ میں سحری نہیں تھی لیکن مسلمانوں کو سحری کا حکم ہوا اس کے فرق کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"فصل ما بین صیامنا و صیام اھل الکتاب اکلۃ السحر"

(سنن الداری۔ کتاب الصوم۔ باب فضل السحور)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔

یعنی مسلمان سحری کھاکر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔

سحری کا وقت آدھی رات کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے لیکن آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت میں ہے اور سنت یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا یہی طریق تھا۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں:

"تسحرنا ثم قمنا الی الصلوۃ" کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (ترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب تاخیر السمور)

یعنی سحری کے اختتام اور نماز فجر کے دوران بہت کم وقفہ ہوتا تھا۔

حضرت انسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز فجر کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوا کرتا تھا تو زید بن ثابت نے جواب دیا کہ قریباً پچاس آیات پڑھنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب قدر کم بین السحور و صلاۃ الفجر)

یعنی اندازاً دس سے پندرہ منٹ۔ پچاس آیات کی تلاوت پر قریباً اتنا وقت خرچ ہوتا ہے۔

حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں:

"کنت اتسحر فی اھلی ثم تکون سرعۃ بی ان ادرک صلوۃ الفجر مع رسول اللہ"

(بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب وقت الفجر)

یعنی اپنے گھر میں سحری کر کے مجھے بسرعت جاکر نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہونا پڑتا تھا۔

سحری کی تاکید کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کے کھانے کے ذریعہ دن کے روزہ (کی مشقت) اور رات کی عبادت (میں جاگنے) کے مقابل پر قیلولہ کے ساتھ مدد چاہو"۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی السحور)

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"صبح کا یہ مبارک کھانا رات کے آخری حصہ میں کھایا کرو"

(الجامع الصغیر۔ الجزء الاول حدیث نمبر ۲۳۹۲)

اسی طرح فرمایا:

"سحری کیا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو"

(الجامع الصغیر۔ الجزء الاول حدیث نمبر ۳۲۹۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"رمضان المبارک کے مہینہ میں آنحضورؐ کو میں نے سنا آپ (مسجد میں موجود) صحابہؓ کو سحری کے لئے بلا رہے تھے اور فرما رہے تھے اس صبح کے مبارک کھانے کے لئے آؤ"

(سنن نسائی۔ کتاب الصیام۔ باب دعوۃ السحور)

حضورؐ کے ایک اور صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپؐ سحری کھا رہے تھے تو فرمایا یہ برکت ہے جو اللہ نے تم کو عطا کی ہے۔ اس لئے اسے ہرگز نہ چھوڑو۔

(نسائی۔ کتاب الصیام۔ باب فضل السحور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سحری کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے انس میں نے روزہ رکھنا ہے مجھے کھانے کی کوئی چیز لادو"۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی لے آیا اور اس وقت حضرت بلالؓ کی پہلی اذان ہوچکی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا "انس! دیکھو (مسجد میں) کوئی اور آدمی ہے جو میرے ساتھ سحری میں شامل ہو"۔ حضرت انسؓ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ میں تو ستو پی کر روزہ رکھ چکا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہم نے بھی روزہ ہی رکھنا ہے۔ چنانچہ زیدؓ بن ثابت نے حضورؐ کے ساتھ سحری کھائی۔

(نسائی۔ کتاب الصیام، باب السحور بالسویق والتمر)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ سحری میں کسی قسم کے تکلفات نہیں فرماتے تھے جو میسر ہوتا تھا اس سے روزہ رکھ لیتے تھے بلکہ آنحضورؐ نے فرمایا کھجور مومن کے لئے کتنی اچھی سحری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھالے اور دوسری اذان حضرت ابن مکتومؓ اس وقت دیا کرتے تھے جب فجر طلوع ہوجاتی تھی اور اس کا مقصد سحری کے وقت کے ختم ہوجانے کا اعلان ہوتا تھا اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جب بلالؓ اذان دے تو کھاتے رہا کرو اور جب ابن مکتوم اذان دے تو سحری ختم کرلیا کرو۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب قول النبیؐ لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال)۔

لیکن اس میں گنجائش بھی رکھ دی کہ جب تک پوری طرح فجر نہ ہو جائے تو کھاپی سکتے ہیں خواہ اذان ہو رہی ہو۔ (نسائی کتاب الصیام۔ باب کیف الفجر)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور کھانے پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن رکھ نہ دے۔ یہاں تک کہ حسب ضرورت اس سے کھالے"

(ابوداؤد۔ کتاب الصوم۔ باب فی الرجل یسمع النداء و الاناء علی یدہ)

کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں لیکن اگر انسان کی اس وقت آنکھ کھلے جب فجر طلوع ہوچکی ہو اور سحری کھانے کا وقت نہ رہا ہو تو بغیر سحری کھائے کے روزہ رکھ لینا جائز ہے۔ لیکن بطور عادت کے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے۔ ہر ایک نیکی کا کام اسی وقت نیکی کا کام ہوسکتا ہے جب کہ وہ اللہ کے بیان کردہ احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہو۔ بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

افطاری کے آداب

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا اقبل اللیل وادبر النھار و غابت الشمس فقد افطر الصائم۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب متی یحل فطر الصائم)

جب دن چلا جائے اور رات آ جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرلو۔

حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر"

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب تعجیل الافطار)۔

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

"دین اسلام اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے"

(ابوداؤد۔ کتاب الصوم۔ باب مایستحب من تعجیل الفطر)۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۵۵)

گریفائٹس اور سورائینم کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن، ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں گریفائٹس کے خواص کے ضمن میں سورائینم (PSORINUM) سے اس کی مشابہت اور سورائینم کے مختلف خواص کا ذکر فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا میں بتارہا تھا کہ سورائینم کی گریفائٹس سے کئی لحاظ سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہ سلفر کا مددگار اور اینٹی ڈوٹ بھی شمار ہوتا ہے۔ بعض اوقات سلفر کی ایک خوراک ہی مریض کو سرد مزاج بنا دیتی ہے اور بجائے اس کے کہ اینٹی بائیوٹک کے طور پر اثر دکھائے نمایاں طور پر سردی محسوس ہونے لگتی ہے اور نزلہ کا رحجان بڑھ جاتا ہے۔ سلفر جب مرض کی علامتوں کو سردی کی طرف مائل کردے تو سورائینم دینے سے افاقہ ہوگا۔ سورائینم اور سلفر کے مزاج میں بنیادی طور پر یہ فرق ہے کہ سورا مریض یعنی جلد پر ظاہر ہونے والی بیماریوں میں کم و بیش ایک جیسی علامتیں پائی جاتی ہیں سوائے گرمی و سردی کے فرق کے۔

اگر مریض کا مزاج گرم ہو تو سلفر دیں اور اگر ٹھنڈا مزاج ہو تو سورائینم دینی چاہئے۔

اگر مریض بستر میں گرم ہو تو خارش شروع ہو جاتی ہے اور یہ علامت سورائینم، سلفر اور گریفائٹس تینوں میں موجود ہے حالانکہ سلفر میں گرمی مضر ہوتی ہے لیکن سورائینم اور گریفائٹس میں بھی مریض بستر میں گرم ہو تو یہ تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ ایک پہلو سے تو یہ اچھی علامت ہے اور اس کا مطلب ہے کہ مریض میں صحت مند رد عمل موجود ہے اور جسم کی اندرونی جھلیوں اور غدودوں میں ابھی یہ صلاحیت موجود ہے کہ جب مناسب سازگار ماحول میسر آئے تو وہ اپنی بیماری کو باہر نکال کر پھینک سکیں ورنہ وہ دبی رہتی ہیں۔ وہ مریض جن میں گرمی و سردی کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو زیادہ خطرناک مریض ہیں۔ سورائینم اور گریفائٹس کے ایگزیما میں تہیں بن جاتی ہیں جیسی پھوڑوں پر بنتی ہیں۔ ایگزیمے کی پھوڑوں جیسی تہوں کے نیچے سے بدبودار پیپ نکلتی ہے اور زخم ازسرنو پھر ہرا ہو جاتا ہے سورائینم میں یہ بدبو باقی دواؤں کے مقابل میں بہت نمایاں ہے اس کی پیپ سے بھی نہایت خوفناک بدبو آتی ہے۔ سورائینم کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا مریض کو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔

اس میں آنکھوں کے چھپر کی بیماری بہت عام ہے۔ پپوٹے سوج جاتے ہیں اکثر دواؤں میں یہ علامت پائی جاتی ہے اور ان میں تفریق کرنا مشکل امر ہے۔

چند دوائیں جو عموماً بہت مفید ثابت ہوتی ہیں ان میں ہیپرسلف بھی شامل ہے سورائینم بھی بہت اچھی ہے۔ اگر بیماری بہت بڑھ جائے اور آنکھ کی شکل بگڑنے لگے تو اس میں ایلومینا اور ایلومینم دونوں بہت ضروری دوائیں ہیں۔ ایلومینا بہت گہری دوا ہے۔ ایک اور دوا جس کی علامتوں میں بہت شدت پائی جاتی ہے۔ ایسکولس ہے جس میں آنکھیں بہت سوج جاتی ہیں

اور گومڑے بن جاتے ہیں وہاں ایلومینا کی بجائے ایسکولس زیادہ بہتر دوا ہے۔ یہ چند ملتی جلتی دوائیں ہیں جن کے دائرے میں عموماً آنکھ کی ایسی بیماریاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ ایک خاتون نے سوال پوچھا کہ ایک عورت کے آنکھ کے اندر آنسوؤں کی تھیلی خشک ہوگئی ہے اور انہیں ہمیشہ ڈراپس استعمال کرنے پڑیں گے ان کے لئے کوئی دوا ہو سکتی ہے؟۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر غدود سوکھ کر مر چکے ہوں تو پھر ان کا کوئی علاج نہیں ہے لیکن اگر وہ نیم مردہ ہوں تو ان کا علاج ممکن ہے۔ نیٹرم میور ان گلینڈز پر اثرانداز ہوتا ہے اسی طرح سلیشیا بھی اچھا اثر دکھاتی ہے۔ نیٹرم میور کے مریض میں آنکھوں سے زیادہ پانی بہنے کا رحجان ہوتا ہے وہ بہت روتا ہے۔ پلسٹیلا میں بھی یہ علامت ہے لیکن اس کے رونے میں گہرا اور دائمی غم ہوتا ہے۔ نیٹرم میور کا گلینڈز سے تعلق ہوتا ہے کمزوری کی وجہ سے وہ زیادہ پانی بناتے ہیں۔ نیٹرم میور دینے سے بہت فرق پڑتا ہے۔ میں سلیشیا بھی ساتھ ملاتا ہوں تاکہ انفکشن دور ہو۔ سلیشیا کے ساتھ کالی فاس اعصاب کو طاقت دینے کے لئے مفید ہے کیونکہ اگر سلیشیا زیادہ دے دی جائے تو اعصاب پر منفی اثر رکھتی ہے۔ اس پہلو سے یہ نسخہ بعض اوقات بنانا پڑتا ہے۔ اگر لمبی بیماریوں میں سلیشیا لمبا عرصہ تک دینی پڑے تو ایسے مریضوں کے اعصاب، خصوصاً کان کے اعصاب پر اثر پڑتا ہے اس لئے کالی فاس 6X میں شامل کردینا مفید ثابت ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا بعض دفعہ آنکھوں کے چھپر موٹے ہوکر اوپر کی طرف الٹ جاتے ہیں اور اندر کی سرخی باہر نمایاں ہو جاتی ہے اور آنکھیں بہت بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ پلکیں جھڑنے لگتی ہیں۔ یہ علامت ہیپرسلف، سورائینم، ایلومینا، ایلومینم وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے۔

سورائینم کا نزلہ خشک، بار بار اور جلدی ہوتا ہے اور بعض مریضوں کی یہ عادت بن جاتی ہے۔ بعض قسم کے انفلوئنزا میں بھی بار بار عود کر آنے کا رحجان ہوتا ہے اس کی وجوہات دراصل دوائی کے مزاج سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ انفلوئنزا کے مزاج سے تعلق ہوتا ہے۔ انفلوئنزا کے سینکڑوں قسم کے جراثیم ہیں جو شکلیں بدل بدل کر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایک دوا کے اثر کو جب قبول کر لیتے ہیں تو ساتھ ہی نئی قسم کے وائرس ان میں سے پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کے خلاف دفاع کی طاقت پیدا کر چکے ہوتے ہیں۔ سورائینم کے اندر بھی یہ مزاج موجود ہے بہت سی چیزوں میں کچھ دیر فائدہ دے کر پھر اثر کرنا چھوڑ دیتی ہیں اور رحم میں مستقل سوزش پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے

ٹائیفائیڈ کے دستوں میں جن میں اسی قسم کی علامت ہو درد پیدا کرنے کی بجائے سخت نقاہت پیدا کرنے والے ہوں اور سخت بدبودار ہوں ان میں بپٹیسیا (BAPTISIA) سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے۔ ٹائیفائیڈ عموماً دو تین دواؤں میں ہی کنٹرول ہو جاتا ہے۔ اگر اسہال کا رحجان نہ ہو تو ٹائیفائیڈنیم اور پائیروجینم ۲۰۰ طاقت میں دینی مفید ہوتی ہے۔ جب تک بخار ہو تو روزانہ شروع شروع میں دو تین دفعہ بھی دیا جاسکتا ہے پھر ایک دفعہ۔ پھر رفتہ رفتہ دوا کم کرتے ہوئے فاصلہ بڑھانے شروع کردیں۔

بقیہ: ۔ مختصرات

جمعۃ المبارک ۵ جنوری ۱۹۹۶ء.

آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ اس مجلس میں جو سوالات کئے گئے وہ یہ تھے:

☆ قرآن مجید میں جہاں کسوف و خسوف کا ذکر آیا ہے۔ وہاں پر یہ نشان قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کے طور پر بیان ہوا ہے جبکہ حدیث میں یہ نشان امام مہدیؑ کی صداقت کے طور پر بیان ہوا ہے۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔

☆ کسی احمدی آرکیٹیکٹ یا انجینئر کا کسی گرجا گھر کی تعمیر میں یا ایسی عبادت گاہ کی تعمیر میں جہاں خداتعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے، یا ایسی عمارت کی تعمیر میں کام کرنا جو کہ غیر اسلامی پریکٹس کے لئے بن رہی ہو، کیا اسلامی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

☆ حضرت میاں نبی بخشؓ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے دعا کی درخواست کی کہ حضور کی محبت ہمارے دل میں بڑھے تو حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے جواب کے آخر میں فرمایا "پس شکر کرو کہ اس کا فضل اور بھی ترقی کرے۔ نمازوں میں ایاک نعبد وایاک نستعین کا تکرار بہت کرو۔ ایاک نستعین خدا کے فضل اور گمشدہ متاع کو واپس لاتا ہے" یہاں گم شدہ متاع سے کیا مراد ہے؟

☆ قرآن کریم کے مطابق مرد پر اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورا کرنے کا حکم ہے اگر کوئی عورت کام کرتی ہے تو اس کی کمائی پر اس کے خاوند کا کیا حق بنتا ہے۔

☆ حضور نے حال ہی میں "یزکیھم ویعلمھم" کی تشریح میں فرمایا تھا کہ پہلے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ پھر علم حاصل ہوتا ہے تو تزکیہ نفس کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دل میں قائم ہونا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے بچوں کی اور نواحمدیوں کی تربیت میں کن امور کا خیال رکھنا چاہئے؟

☆ ہمیں امید ہے کہ مستقبل قریب میں احمدیت کا غلبہ ہوگا تو اس میں کئی ملک جہاں بادشاہت یا جمہوریت ہوگی، وہاں احمدیت کا کیا رول ہوگا؟

☆ ہمارا کامل یقین ہے کہ قرآن مجید میں کسی لفظ کا کسی خاص موقعہ پر استعمال ہونا اور کسی دوسرے موقعہ پر استعمال نہ ہونا، دونوں حکمت پر مبنی ہیں۔ اس پس منظر میں سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے "یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" اس میں اللہ اور رسول کے ساتھ "اطیعوا" کا لفظ الگ الگ آیا ہے اور اولی الامر سے پہلے "اطیعوا" کے لفظ کو دہرایا نہیں گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ اس ملک کے قانون کے مطابق Bankruptcy جائز ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا یہ قدم اٹھانا مجبوری کی حالت میں جائز ہے؟

☆ اسلام میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن بال اتارتے ہیں جبکہ باقی مذاہب میں ایسا نہیں ہے۔ اس حکم میں کیا حکمت ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور عام طور پر انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک ہی نبی آتا ہے۔ لیکن بعض انبیاء اکٹھے آئے جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر کے پاس سے گزرے تو آپؐ رو پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ تھے وہ بھی رو پڑے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے خداتعالیٰ نے یہاں دیکھنے اور ٹھہرنے کا تو حکم دیا ہے، دعا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اس کی وضاحت فرمائیں؟

☆ احمدی لوگ غیر احمدیوں کی طرح "قل" وغیرہ کی رسومات تو نہیں کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کسی انسان کی موت کے بعد جب اس کے اپنے لئے نیک اعمال بجالانے کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو کیا اس کو ثواب پہنچانے کا کوئی اور طریقہ باقی رہتا ہے؟

☆ برطانیہ میں قبرستانوں کی ایک مدت معین کی جاتی ہے جس کے بعد اسے ہموار کر دیا جاتا ہے۔ کیا اسلام میں اس کے لئے کوئی مدت معین کی گئی ہے؟

☆ ابلیس کو نیکی کی جانب ترغیب دینے کی صلاحیت ہی نہیں دی گئی۔ اس پر حضور انور کا تبصرہ!

☆ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو آگ دکھائی گئی۔ اس آگ میں سے یہ آواز آتی ہے کہ میں اللہ ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ اس طرح آگ کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے؟

(ع ۔ م ۔ ر)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & . POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

مفتی سعودی عرب

زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں؟

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

(دوست محمد شاہد - مؤرخ احمدیت)

اسلام اور عیسائیت کی آخری صلیبی جنگ جاری ہے اور اس کو انجام تک پہنچانے کے لئے اس نقطہ کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے کہ زندہ نبی کون ہے؟ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسرائیلی نبی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام؟۔

پچانوے سال قبل کا واقعہ ہے کہ لاہور کے بشپ اور پرجوش مسیحی جان الفرڈ لیفرائے (Rt. Rev. G.A.Lefroy) نے اشتہار دیا کہ وہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو "زندہ رسول" پر لیکچر دیں گے۔ اس اشتہار سے مسلمانوں میں بڑا جوش پھیل گیا اور انہوں نے مقابلہ کے لئے امرتسر سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بلایا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب حیات مسیح کے قائل ہو کر بھلا کیا جواب دیتے۔ انہوں نے الٹا ساری توجہ مسلمانوں کو جلسہ میں شمولیت سے باز رکھنے پر مبذول کر دی۔ مگر جب وہ اس میں بری طرح ناکام ہوئے تو خود انہوں نے اور ان کے بلانے والے درد مند مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ اس کا جواب مرزا صاحب کی جماعت دے سکتی ہے۔ وہ برملا کہتے تھے کہ اب تو اسلام اور عیسائیت کی جنگ ہے جس میں "مرزائی بولے تو فتح ہو سکتی ہے ورنہ شکست اٹھانا پڑے گی"۔

۲۴ مئی کو ظہر کی نماز کے بعد مفتی محمد صادق صاحبؓ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی زبانی ان واقعات کی خبر ہوئی۔ جلسہ میں اب صرف ۲۴ گھنٹے باقی تھے۔ ان دنوں آپؑ بیماری کی وجہ سے نڈھال تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و جلال کے لئے آپ کو خدا تعالیٰ نے جو دینی غیرت بخشی تھی اس نے اسلام و عیسائیت کی اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے آپ کے اندر زبردست جوش پیدا کر دیا اور آپ نے اسی وقت قلم پکڑ لیا اور زندہ رسول کے متعلق لاجواب مضمون لکھا۔ جس میں آپؑ نے حضرت مسیحؑ کی وفات کا ناقابل تردید دلائل سے ثبوت دینے کے بعد بتایا کہ "زندہ نبی تنہا ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی تاثیرات و برکات کا ایک زندہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور اس کا ایک نمونہ میں موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

یہ مضمون جو صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ میں روح القدس کی خاص تائید سے لکھا گیا تھا آپؑ کی ہدایت کے تحت راتوں رات چھاپ دیا گیا۔ حضرت اقدس خود لالٹین لے کر بورڈنگ تشریف لائے اور طلباء کو اس کی کاپیاں تہہ کرنے کے لئے اٹھایا۔ چنانچہ انہوں نے ساری رات جاگ کر نہایت خلوص سے یہ دینی خدمت سرانجام دی۔ مفتی صاحبؓ چار بجے صبح اشتہار لے کر بٹالہ روانہ ہوئے اور عین وقت پر لاہور جلسہ میں پہنچ گئے۔

اشتہار کے مطابق بشپ لیفرائے نے "زندہ رسول" پر تقریر کی۔ اس کے بعد سوالات کا موقعہ دیا جس پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کا مطبوعہ مضمون نہایت پرشوکت انداز میں پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون کی ایک بھاری خصوصیت یہ تھی کہ اگرچہ یہ ایک دن پہلے لکھا گیا تھا مگر اس میں بشپ صاحب کی تقریر کا مسکت جواب موجود تھا اور لوگ حیران تھے کہ بشپ صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر اتنا زبردست مضمون آناً فاناً چھپ کر شائع کیسے ہو گیا؟ مضمون کا پڑھنا ہی تھا کہ لاہور اسلام کی فتح کے نعروں سے گونج اٹھا اور بشپ صاحب کو جو گزشتہ داغ مٹانے کے خیال سے آئے تھے ایسی زبردست شکست ہوئی کہ چہرے سے ہوائیاں اڑنے لگیں اور انہوں نے صرف یہ کہہ کر چپ سادھ لی کہ "معلوم ہوتا ہے تم مرزائی ہو، ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے۔ ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں"۔ اس وقت تین ہزار کے قریب مجمع تھا۔ مسلمانوں نے جو ایک کثیر تعداد میں موجود تھے بالاتفاق اقرار کیا کہ مرزائی اگرچہ کافر ہیں مگر آج اسلام کی عزت انہی نے رکھ دکھائی ہے۔

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء، صفحہ ۱، ۳، ۶۔ الحکم ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء صـ ۷۔ الحکم ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۷ روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد ۸ صـ ۲۱۱ (روایت مرزا افضل بیگ صاحب)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:-

والله اِنَّ حَيَاةَ عِيْسَى حَيَّةٌ
تَسْعَى لِتُهْلِكَ كُلَّ مَنْ فِي خَانِهِمْ
جَعَلَ الْمُهَيْمِنُ حِكْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ
فِي مَوْتِ عِيْسَى قَطْعَ عِرْقِ جِرَانِهِمْ

یعنی: بخدا! حضرت عیسیٰؑ کی زندگی ایک سانپ ہے۔ وہ سانپ دوڑتا ہے تا ان سب کو قتل کرے جو ان کی سرائے میں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس بات میں حکمت رکھی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت سے ان کا مذہب ذبح کیا جائے۔

قارئین حیران ہونگے کہ مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور سعودی عرب کے مفتی جناب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حق و باطل کے موجودہ معرکے میں بشپ لیفرائے اور ان کے ہمنوا پادریوں کی صف میں کھڑے ہیں۔ اور انہوں نے ۱۹۶۴ء سے یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور ان کی وفات کا قائل نہ صرف کافر بلکہ واجب القتل ہے۔ ان کے فتویٰ کے الفاظ یہ ہیں:

"والواجب ان یستتاب من قال مثل هذه الاقوال وان توضح له الادلة من الكتاب والسنة فان تاب و رجع الى الحق والا قتل كافراً"

یعنی ایسی باتیں کرنے والے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کرے تو بہتر ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے۔

(وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی کا اہم فتویٰ۔ ناشر ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ دسمبر ۱۹۶۴ء)

اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ۱۹۷۸ء سے دارالافتاء سعودی عرب نے یہ فتویٰ جاری کر رکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد ہرگز عالم بیداری میں نظر نہیں آسکتے۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیش گوئی کرنا موقوف ہو چکا ہے اور جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھنے کے مدعی ہیں وہ کذاب ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"The Prophet is never to be seen in wakefulness after he was dead. Whosoever of ignorant sufis claims about his seeing the Prophet or that the Prophet comes to Al-Maulid ceremonies, or some other claims like these he certainly commits a shameful mistake, alleges the biggest lie."

"This is an information about unseen, and the prophecy was stopped after the Prophet's death. He (the Prophet) knew nothing about unseen while he was alive, so how could he know it after he was dead."

(The Journal Rabetat Al-Alam Al-Islami May 1978 P. 9-10)

یہ گستاخانہ الفاظ اعلان عام کر رہے ہیں کہ ارض حرم کے مفتی اعظم عیسائی دنیا کی ہم آہنگی میں جہاں **نظریہ حیات مسیحؑ کے پرجوش مناد ہیں وہاں زندہ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے زندہ اور ابدی فیضان کے سراسر منکر ہیں** جو نہ صرف قرآن مجید کی واضح تصریحات کے منافی ہے بلکہ حنبلی اور حنفی مسلک رکھنے والے بہت سے بزرگان سلف پر شرمناک حملہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیت "اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم" (الفاتحہ) گواہی دیتی ہے کہ امت محمدیہ مصطفوی غیب سے محروم نہیں۔ نیز وعدہ ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۱﴾

(حٰم سجدہ: ۳۱)

وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے، ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

جہاں تک خواب یا کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے کسی پیش گوئی کے انکشاف کا تعلق ہے اس کے ثبوت میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی حسب ذیل روایت کافی ہے۔ آپ امیرالمومنین عثمان بن عفانؓ کی نسبت فرماتے ہیں:

«قال أني رأيت رسول الله ﷺ في منامي وأبو بكر وعمر رضي الله عنهما، فقالوا تفطر عندنا ليلة» (مسند أحمد بن حنبل جلد أول ص ۷۳)

یعنی حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ آج رات تم ہمارے ہاں روزہ افطار کرو گے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے عین مطابق شام سے پہلے آپ مدینہ میں شہید کر دئے گئے اور اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اس طرح یہ خبر چند گھنٹوں کے اندر لفظاً لفظاً پوری ہو گئی۔ یہ جون ۶۵۶ء کا واقعہ ہے یعنی آنحضورؐ کے وصال مبارک کے ۲۴ سال بعد۔

اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل کے استاد حضرت امام شافعیؒ نے حضرت امام احمد بن حنبل کو بذریعہ مکتوب اطلاع دی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم رؤیا میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابو عبداللہ (احمد بن حنبل) کو خط لکھو اور بعد سلام بتاؤ کہ عنقریب تمہارا امتحان لیا جائے گا اور خلق قرآن کے مسئلے کی طرف تمہیں دعوت دی جائے گی۔ پس ان کا کہنا نہ ماننا۔ اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہارے علم میں رفعت بخشے گا۔

شیخ الاسلام علامہ عبدالوہاب سبکی طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں اس عظیم الشان رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

انه رأى النبي ﷺ في النوم فقال له اكتب الى أبي عبد الله فاقرأ عليه السلام وقل له انك ستمتحن وتدعى الى خلق القرآن فلا تجبهم فيرفع الله لك علمًا إلى يوم القيامة» (طبقات الشافعية الكبرى الجزء الاول ص ۲۰۵، مطبع حسينية مصيرية)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی کس شان سے پوری ہوئی اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ فتنہ خلق قرآن کی پاداش میں کس طرح عباسی بادشاہ مامون کے زمانہ میں قید خانہ میں فولاد و آہن کی ہتھکڑیوں میں جکڑے گئے اور معتصم باللہ کے دور حکومت میں ان پر قید و بند کے ساتھ ساتھ کوڑوں کی ضرب شدید سے تشدد اور تعذیب کا یہ سلسلہ جاری رہا مگر حضرت امام آنحضرتؐ کے پیغام مبارک کے مطابق کس طرح کوہ استقلال بنے رہے؟ یہ تاریخ اسلام کا ایک کھلا ورق ہے اور اس بات کا بھی واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی فیض کے اعتبار سے حقیقتاً زندہ نبی ہیں۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ جنہیں دنیائے اسلام میں عارف صمدانی اور قطب ربانی کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے اپنی شہرہ آفاق کتاب "المیزان" میں تحریر فرماتے ہیں:

وقد اشتهر عن كثير من الاولياء الذين هم دون الائمة المجتهدين في المقام بيقين أنهم كانوا يجتمعون برسول الله ﷺ كثيرا ويصدقهم أهل عصرهم على ذلك كسيدي الشيخ عبد الرحيم

القناوى وسيدي الشيخ أبي مدين المغربي وسيدي أبي السعود بن أبي العشاير وسيدي الشيخ ابراهيم الدسوقي وسيدي الشيخ أبي الحسن الشاذلى وسيدي الشيخ أبي العباس المرسى وسيدي الشيخ ابراهيم المتبولى وسيدي الشيخ جلال الدين السيوطى وسيدي الشيخ أحمد الزواوي البحيري وجماعة ذكرناهم في كتاب طبقات الاولياء. ورأيت ورقة بخط الشيخ جلال الدين السيوطى عند أحد أصحابه وهو الشيخ عبد القادر الشاذلى مراسلة لشخص سأله في شفاعة عند السلطان قايتباى رحمه الله تعالى اعلم يا أخي أنني قد اجتمعت برسول الله ﷺ الى وقتي هذا خمسا وسبعين مرة يقظة ومشافهة ولو لا خوفي من احتاجبه ﷺ عني بسبب دخولي للولاة لطلعت القلعة وشفعت فيك عند السلطان وانى رجل من خدام حديثه ﷺ وأحتاج اليه في تصحيح الاحاديث التى ضعفها المحدثون من طريقهم ولا شك أن نفع ذلك ارجح من نفعك أنت يا أخى انتهى ويؤيد الشيخ جلال الدين في ذلك ما اشتهر عن سيدي محمد بن زين المادح لرسول الله ﷺ أنه كان يرى رسول الله ﷺ يقظة ومشافهة"۔ (المیزان جزاول صفحہ ۴۸، مطبوعہ مصر مطبع کستلیہ ۱۲۷۹ھ)

احمدیت کے اول المکفرین ابو سعید مولوی محمد حسین بٹالوی کے الفاظ میں اس عبارت کا ترجمہ ہدیہ قارئین ہے:

بہتیرے اولیاء اللہ سے مشتہر ہو چکا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم سے (عالم ارواح میں یا بطور کشف) ہم مجلس ہوئے اور ان کے ہمعصران نے ان کے دعویٰ کو تسلیم کیا۔ پھر امام شعرانی نے ان لوگوں کے نام لئے جن میں ایک امام محدث جلال الدین سیوطی ہیں۔ پھر فرمایا میں نے ایک ورق شیخ جلال الدین سیوطی کا دستخطی ان کے صحبتی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا۔ جس نے ان سے بادشاہ وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لئے جن کو محدث ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں چنانچہ اس وقت تک پچھتّر دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔ مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس حضوری سے روکا جاؤں گا تو قلعہ میں جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ شیخ جلال الدین کی اس بات کا موید وہ واقع ہے جو سید محمد بن زین سے مشتہر ہے وہ آنحضرت صلعم کی زیارت سے بیداری میں مشرف ہوتے جب حج کو جاتے۔ پھر اس کو مفصل ذکر کیا۔ (رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۱۱ صہ ۳۳۸، ۳۳۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پرشوکت اعلان

بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے قریباً ایک صدی پیشتر دنیا بھر کے مذاہب کو ایک نہایت درجہ پرشوکت چیلنج دیا تھا جسے آج تک کسی مذہب والے کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ہو سکی اور نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ ہم اس مضمون کو اس چیلنج کے مبارک اور انقلاب آفرین الفاظ اور حضور کے چند عربی اشعار پر ختم کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مردے، ان کے خدا مردے اور خود وہ تمام پیرو مردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔

"اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مردار کھانے میں کیا لذت !! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے"۔
(ضمیمہ انجام آتھم صہ ۶۱، ۶۲۔
اشاعت جنوری ۱۸۹۷ء)

ونبينا حي واني شاهد
وقداقتطفت قطائف اللقيان
ورأيت في ريعان عمري وجهه
ثم النبي بيقظتي لاقاني
اني لقد أحيينت من أحيائه
واها لاعجاز فما أحياني
يا رب صل على نبيك دائما
في هذه الدنيا وبعث ثان

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور بے شک میں گواہ ہوں اور میں نے آپ کی ملاقات کے ثمرات حاصل کئے ہیں۔ میں نے تو (اپنے) عنفوان شباب میں ہی آپ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیداری میں بھی مجھے ملے میں بے شک میں آپ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے اور مجھے کیا خوب زندہ کیا ہے! اے میرے رب! اپنے نبی پر ہمیشہ رحمتیں بھیجتا رہ۔ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

بقیہ۔ روزہ کے لئے نیت ضروری ہے

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو (افطاری کا وقت ہو جائے تو وہ) سب سے جلدی افطاری کرتے ہیں"۔
(ترمذی۔ ابواب الصوم۔ باب ما جاء فی تعجیل الافطار)

حضرت ابی اوفیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔
(صحیح مسلم کتاب الصوم۔ باب بیان وقت انقضاء الصوم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے کہ دو تابعی حضرت مسروق اور ابوعطیہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین حضورؐ کے صحابہ میں دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔ لیکن ان میں سے ایک تو افطاری بھی جلدی کرتے ہیں (یعنی افطاری کا وقت ہونے کے بعد تاخیر نہیں کرتے) اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں (یعنی اول وقت پر پڑھتے ہیں) اور دوسرے صحابیؓ افطاری اور نماز دونوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا ان میں افطاری اور نماز میں کون جلدی کرتا ہے۔ بتایا گیا عبداللہ بن مسعود۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔
(سنن الترمذی۔ ابواب الصوم۔ باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

روزہ کی افطاری کا وقت نہایت بابرکت گھڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔
(ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی فضل الصیام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطاری کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (آگ سے) آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ عمل روزانہ شام کو ہوتا ہے"۔
(ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی فضل شہر رمضان)۔

پس افطاری کے وقت کے نہایت بابرکت لحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبولیت دعا کے اس وقت میں دعائیں کرنی چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔

"اللھم انی لک صمت و علیٰ رزقک افطرت"
(ابوداؤد۔ کتاب الصیام۔ باب القول عندالافطار)

اے اللہ میں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔

پھر افطاری کے بعد خدا کا شکر ادا کرتے اور یہ دعا کرتے۔

"ذھب الظما و ابتلت العروق و ثبت الاجر ان شاء اللہ"
(ابوداؤد۔ کتاب الصیام باب القول عندالافطار)

یعنی پیاس دور ہوگئی اور رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افطاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرنے میں بھی کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ جو آپ کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجور میسر نہ ہوتی تو خشک کھجور کھاکر ہی روزہ کھول لیتے اور اگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلو بھر کر افطاری کر لیتے۔
(ابوداؤد۔ کتاب الصوم۔ باب ما یفطر علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی ایسی سادہ افطاری کی تلقین فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ بہت خیر و برکت رکھتی ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے جو طہارت مجسم ہے"۔ (ترمذی۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)۔

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایک غریب عورت نے سوال کیا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدے۔ خادمہ کہنے لگی کہ آپ کے لئے کوئی اور چیز تو موجود نہیں آپ خود کس چیز سے روزہ افطار کریں گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس خادمہ سے کہا کہ تم وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدو۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں نے وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدی۔ جب شام ہوئی تو آپکے پاس کسی عزیز نے یا کسی اور شخص نے بکری کا کچھ گوشت اور اس کا بازو بطور تحفہ بھیج دیا۔ آپ نے اس خادمہ کو بلا کر فرمایا لو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے کہیں بہتر ہے۔
(مؤطا امام مالکؒ باب الترغیب فی الصدقۃ)۔

روزہ افطار کرنے کا ثواب

حضرت زیدؓ بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من فطر صائما کان لہ مثل اجرہ غیر انہ لا ینقص من اجرالصائم شیٔ"
(ترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب فضل من فطر صائما)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام افطاری کروایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت سعدؓ بن معاذ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کے لئے تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا اور فرمایا تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور فرشتوں نے دعائیں کیں۔
(ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب فی ثواب من فطر صائما)۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

ماہنامہ "خالد" ربوہ کا ستمبر، اکتوبر ۹۵ء کا شمارہ حضرت ملک سیف الرحمٰن نمبر ہے۔ اڑہائی صد صفحات پر مشتمل اس پرچہ کا آغاز حضرت ملک صاحب مرحوم و مغفور کی سیرت پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی تحریر سے ہوتا ہے۔ حضور انور اپنے محترم استاد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ملک صاحب بہت صائب الرائے انسان تھے، علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ جب بھی کسی مسئلے پر ان سے کچھ پوچھا ہے خواہ کسی دور کے اسلامی علماء سے تعلق رکھنے والا سوال ہو جواب سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان کی کتب ملک صاحب کے زیر مطالعہ رہی ہیں۔ زبان آپکی سلیس تھی کہ ہم حیرت سے منہ تکتے رہ جاتے۔ آپکو عقل کی ایسی روشنی عطا ہوئی تھی جو علوم پر حکمت کے پہرے بٹھائے رکھتی تھی۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب ۱۱ نومبر ۱۴ء کو کھوتکہ ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار کی ذیلی تنظیم "انجمن سیف الاسلام" کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اسی سال "احرار کانفرنس" کے موقعہ پر قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر دعا کی توفیق پائی۔ ۳۵ء میں جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور یکم جنوری ۳۶ء کو بیعت کی سعادت پائی۔ ۱۸ نومبر ۳۸ء کو اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی۔ کچھ عرصہ مدرسہ احمدیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے بعد علم فقہ اور دیگر علوم کے حصول کی خاطر دہلی، لاہور اور سہارنپور مقیم رہے۔ ۴۷ء میں قادیان واپسی ہوئی اور جون ۴۷ء میں حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کی وفات پر آپکا تقرر بحیثیت مفتی سلسلہ ہوا۔ ستمبر ۴۷ء کو صدر انجمن احمدیہ کے ممبر نامزد کئے گئے اور ناظر ضیافت مقرر ہوئے۔ مئی ۵۰ء میں جامعۃ المبشرین کے پرنسپل بنے۔ اکتوبر ۵۸ء میں جامعہ احمدیہ میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ نیز ۵۲ء سے ۶۱ء تک صدر مجلس افتاء اور پھر وفات تک اس کے سیکرٹری رہے۔ ۷۳ء میں جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ جون ۸۴ء میں خرابی صحت کی بناء پر رخصت لے کر کینیڈا تشریف لے گئے اور ۲۵ اکتوبر ۸۹ء کو ۷۵ سال کی عمر میں آپکی وفات ہوئی۔ یکم نومبر ۸۹ء کو میت ربوہ پہنچی جہاں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضور انور کی اجازت سے بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں تدفین ہوئی۔

ماہنامہ "خالد" کا یہ شمارہ حضرت ملک صاحب کے بارے میں نہایت عمدہ مضامین سے مزین ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آپکی وفات پر محترم نسیم مہدی صاحب امیر جماعت کینیڈا کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ حضرت ملک صاحب کی ایک وفات ایک عالِم کی نہیں بلکہ ایک عالَم کی وفات ہے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کا نقصان ہے۔

حضرت ملک صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں دو سال مہتمم خدمت خلق بھی رہے اور سالہا سال تک ناظم مہمان نوازی اور ناظم معائنہ جلسہ سالانہ کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ سوانح فضل عمر کی تیاری اور مسند احمد بن حنبل کی تبویب میں آپکی خدمات نمایاں ہیں۔ آپکی درجن بھر تصنیفات کے علاوہ بیسیوں مضامین اور مقالہ جات شائع ہوئے جن کی فہرست (مرتبہ محترم سید مبشر احمد صاحب ایاز) بھی اس رسالہ میں شامل ہے۔ نیز جامعہ احمدیہ کے طلباء کے لئے "تخصص" کے اجراء کی منظوری حاصل کرکے نہایت عمدگی سے اس کا انتظام کرنا حضرت ملک صاحب مرحوم کی عظیم جماعتی خدمت ہے۔

اس رسالہ میں شامل تمام مضامین حضرت ملک صاحب کی ذاتی اور جماعتی زندگی کے گوشوں کی بھرپور نقاب کشائی کرتے ہیں۔ ان میں آپکی اہلیہ محترمہ اور دیگر افراد خاندان کے علاوہ، اساتذہ اور طلباء جامعہ احمدیہ، علمائے سلسلہ اور دیگر کارکنان کے مضامین میں متعدد ایسے واقعات شامل ہیں جو حضرت ملک صاحب کی متنوع خوبیوں اور باوجود مناصب جلیلہ پر فائز ہونے کے آپکی منکسرالمزاج، ہمدرد اور شفیق طبیعت کو اجاگر کرتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے کہ یہ سب حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات ہیں۔ میں کچھ نہ تھا، نہ ہوں۔ آپؓ نے مجھ پر محنت کی۔

حضرت ملک صاحب کا شمار نوجوان احراری لیڈروں میں ہوتا تھا اور احمدیوں کو نماز جمعہ ادا نہ کرنے دینا آپکی ذمہ داری تھی۔ لیکن چونکہ آپ طبعاً شریف النفس اور سعید فطرت تھے چنانچہ اسلام کے نام پر احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم اور احمدیوں کی باوجود مخالفت کے شاندار ترقی قادیان جاکر بچشم خود دیکھ کر آپ کے ذہن کی کایا پلٹ گئی اور آپ نے قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ آپکے احمدیت قبول کرنے کے ساتھ ہی آپکے دوستوں نے آپکو دق کرنا شروع کردیا اور آپکے گھر پر بھی اطلاع بھجوادی کہ اپنے بیٹے کو "ارتداد" سے بچاؤ۔ چنانچہ آپکے والد محترم دوست محمد صاحب جو ایک خانقاہ کے سجادہ نشین تھے اور اپنے علاقے میں سینکڑوں مرید رکھتے تھے، قادیان آئے اور آپکو اپنے ہمراہ لے گئے۔ وہاں آپکو سمجھانے کے لئے کئی علماء بلائے گئے جو مناظرہ میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد کفر کے فتوے لگاتے ہوئے واپس چلے گئے۔ بعد ازاں آپکے والدین کو بھی قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوگئی۔

حضرت ملک صاحب خلافت کے ادنیٰ خدام میں سے تھے اور خلفائے سلسلہ کے ارشاد کی تعمیل میں ہر پہلو پر نظر رکھتے اور فوری عمل شروع کر دیتے تھے۔ طلباء جامعہ سے آپکا سلوک مہربان اور شفیق باپ کی طرح تھا۔ انکی تکالیف کو دور کرنا، ذاتی دلچسپی لے کر انکے حالات پر نظر رکھنا اور ہر کسی کے مسائل کو حل کرنے کے لئے فوری عمل کرنے کے کئی واقعات اس رسالہ کی زینت ہیں۔ اسی طرح اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپکا حسن سلوک بھی قابل تقلید ہے۔ آپکا طرز تدریس اور انداز تربیت ان گنت دلوں پر نقش ہے۔ آپکی قبر کے کتبہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت ملک صاحب کی خود تحریر کردہ عبارت تحریر کرنے کی منظوری عطا فرمائی جس کی ابتداء اس طرح سے ہوتی ہے کہ "اپنے اعمال کے لحاظ سے اپنے آپکو اس قابل نہیں سمجھتا کہ بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاؤں لیکن مولا کریم کے فضلوں سے ناامید بھی نہیں ہوں کیونکہ میری ساری زندگی اس کے فضلوں کے سہارے سے ہے..... بہرحال اگر اس کا یہ فضل ہو کہ بہشتی مقبرے میں جگہ ملے تو میری لوح مزار پر مندرجہ ذیل آیت لکھی جائے "یا لیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین" (ترجمہ: اے کاش! میری قوم کو معلوم ہوجائے کہ خدا نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے معزز لوگوں میں شمار فرما دیا)........"

بقیہ:-

پاکستان کی صورت حال ۱۹۹۵ء کے اختتام پر

(رشید احمد چوہدری)

ارکان اسمبلیوں میں شراب کے نشہ میں دھت ہو کر بڑھکیں مارتے ہیں

"وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات خالد احمد کھرل نے کہا ہے کہ لوگ ایسے افراد کو ارکان اسمبلی منتخب کرتے ہیں جو اسمبلیوں میں شراب کے نشہ میں دھت ہو کر بڑھکیں مارتے ہیں"۔

(جنگ لندن ۴ نومبر ۱۹۹۵ء)

پاکستان میں ایڈز کے مریضوں میں اضافہ

"پاکستان میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد ۷۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے"۔ (جنگ لندن ۲۰ نومبر ۱۹۹۵ء)

پنجاب میں ایک سال میں ایک ہزار سے زائد خواتین کی عصمت دری کی گئی

"پنجاب میں سال رواں کے دوران ایک ہزار ایک سو سترہ خواتین کو بے آبرو کر دیا گیا ہے۔ یہ بات ان سرکاری اعداد و شمار کے حوالے سے بتائی گئی ہے جن کے مقدمات تھانوں میں درج کرائے گئے۔ غیر سرکاری اندازوں کے مطابق عصمتیں لٹنے کے واقعات پانچ گنا ہیں جنہیں گھروں کی عزت بچانے کی خاطر دبا دیا گیا اور مقدمے درج نہیں کروائے گئے۔ گزشتہ برس ۱۹۹۴ء کے ریکارڈ کے مطابق صوبے میں ایک ہزار ایک سو ۹۴ خواتین جنسی تشدد کا نشانہ بنی تھیں"۔ (جنگ لندن ۶ دسمبر ۱۹۹۵ء)

خواتین کی آبروریزی، قتل، تشدد اور اعضاء کاٹنا معمول بن چکا ہے

"پاکستان میں خواتین کے حالات سے متعلق مرتب کردہ قومی رپورٹ کے مطابق گھروں کی چاردیواری میں تشدد اور اعضاء کاٹ دینے سے لے کر قتل کرنے تک ہر قسم کا تشدد خواتین پر کیا جاتا ہے۔ پچھلے پندرہ سالوں میں اجتماعی آبروریزی کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ واقعات گھروں میں اہل خانہ کے سامنے اور سرعام پیش آتے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ملک میں ہر چھ گھنٹے بعد اجتماعی آبروریزی اور بے حرمتی کے واقعات ہوتے ہیں...... تھانوں میں بھی خواتین کی آبروریزی کا تناسب بہت بڑھ گیا ہے"۔ (جنگ لندن یکم ستمبر ۱۹۹۵ء)

عمومی جائزہ

۱۹۹۵ء مایوس کن رہا کرپشن کے ریکارڈ ٹوٹ گئے

☆ "پاکستان کے سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے کہا کہ ۱۹۹۵ء مجموعی طور پر مایوس کن رہا۔ جو منفی رجحانات ۱۹۹۴ء میں تھے وہ زیادہ مستحکم ہوگئے۔ شاہ خرچیوں کی وجہ سے خزانہ خالی ہوگیا ہے"۔

☆ سینیٹر ڈاکٹر جاوید اقبال نے کہا کہ ۱۹۹۵ء پاکستان کے لئے اچھا سال ثابت نہیں ہوا۔ اس دوران ملک میں مذہب کے نام پر قتل و غارت ہوئی۔ عدلیہ کا وقار مجروح کیا گیا۔ مہنگائی اور بے روزگاری میں اضافہ ہوا۔ چاروں صوبوں میں بدامنی پھیلی۔ سال کے دوران نعرہ تو جمہوریت کا لگایا گیا مگر ہمارا طرز عمل جمہوریت سے بہت دور رہا"۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

جب تک انسان موت کا احساس نہ کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Kenssy

Fried Chicken

TELEPHONE 0181-539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

☆ "سابق وزیر قانون ایس ایم ظفر نے کہا کہ ۱۹۹۵ء کرپشن کے لئے سب سے اچھا سال رہا ہے۔ اس سال پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ کرپشن دیکھنے میں آئی۔ غربت اور جہالت میں اضافہ ہوا مگر ان دونوں چیزوں کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ کراچی کی صورت حال اس حد تک تشویش ناک ہو گئی کہ ملک کی سالمیت بھی خطرے میں پڑ گئی"۔

☆ "لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج میاں قربان صادق اکرام نے کہا کہ ۱۹۹۵ء کے سال کے دوران ملک کی معیشت بری طرح متاثر ہوئی۔ مہنگائی اور بے روزگاری جیسے مسائل نے خوفناک صورت اختیار کر لی۔ امن عامہ کی صورت حال مجموعی طور پر مایوس کن رہی"۔

☆ "لاہور بار کے سابق صدر اور معروف قانون دان خواجہ شریف نے کہا کہ ۱۹۹۵ء ہر لحاظ سے برا سال رہا۔ مہنگائی میں اضافہ، بجٹ میں خسارہ، اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے ہر قانونی اور غیر قانونی حربہ استعمال کیا گیا"۔

(جنگ لندن ۱۹ دسمبر ۱۹۹۵ء)

☆ "وائس آف امریکہ کے مطابق ۱۹۹۵ء کا سال پاکستانیوں کے لئے ایک اور مایوس کن سال ثابت ہوا ہے۔ معیشت ابتر ہے۔ غریب کی زندگی مزید مشکل ہو گئی ہے...... معاشرہ نسلی فرقہ وارانہ خطوط پر بٹتا جا رہا ہے"۔

(جنگ لندن ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء)

خدا ہی ملک کو بچا سکتا ہے

"سابق سپیکر قومی اسمبلی ملک معراج خالد نے کہا کہ پنجاب اور پاکستان کے موجودہ حالات نے ہر پاکستانی کو دکھی اور پریشان کر دیا ہے اور پاکستان کو اس حال تک لانے میں ہم سب برابر کے شریک ہیں ...... انہوں نے کہا کہ حالات اس قدر پر آشوب ہیں کہ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اب تو صرف خدا ہی ملک کو بچا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ من حیث القوم ہم مردہ اور بے ضمیر ہو چکے ہیں"۔

(جنگ لندن ۳۰ اگست ۱۹۹۵ء)

ملکی صورت حال تسلی بخش نہیں مہنگائی بڑھ گئی ہے

"سابق نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ اگرچہ ملک کے حالات غیر تسلی بخش ہیں۔ مہنگائی بے پناہ ہے۔ امن و امان کا مسئلہ ہے۔ تاہم ان حالات میں کسی اصول کے تحت میں حکومت کے ساتھ ہوں"۔ (جنگ لندن ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء)

ملک تباہی کے دھانے پر

" جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ملک کی سیاسی صورت حال پر تفصیلی بحث کے بعد ایک قرارداد منظور کی جس میں اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے کہ پیپلز پارٹی نے اپنے موجودہ دو سالہ اقتدار میں مملکت کے بنیادی ستونوں کو کھوکھلا کر کے ملک کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کیا ہے"۔

(جنگ لندن ۲۱ دسمبر ۱۹۹۵ء)

آگے تباہی ہی تباہی نظر آتی ہے

"رکن قومی اسمبلی افتخار حسین گیلانی نے کہا ہے کہ پاکستان کی معیشت تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔ صورت حال اتنی خراب ہے کہ آگے تباہی ہی تباہی نظر آتی ہے"۔ (جنگ لندن ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء)

عدلیہ سمیت تمام ادارے تباہ ہو چکے ہیں

"تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ائر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ عدلیہ، انتظامیہ اور پولیس سمیت تمام ادارے تباہ ہو چکے ہیں...... سیاست میں اب گندگی ہے، جھوٹ فریب اور منافقت پیدا ہو چکی ہے۔ ملک میں لوٹ مار ہو رہی ہے"۔

(جنگ لندن ۱۹ دسمبر ۱۹۹۵ء)

عوام کسی نجات دہندہ کی آمد کی دعائیں مانگ رہے ہیں

"آل جموں و کشمیر سنی حریت کونسل کے مرکزی نائب امیر مولانا محمد عبدالغنی سعیدی نے کہا ہے کہ پاکستان میں ہر طرف ظلم، کرپشن اور مہنگائی کی حکمرانی ہے۔ ایک افراتفری کا عالم ہے۔ ہر شخص ملکی اور ذاتی سلامتی کے متعلق عدم تحفظ کا شکار ہے..... عوام کسی نجات دہندہ کی آمد کی دعائیں مانگ رہے ہیں"۔

(جنگ لندن ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵)

فاعتبروا یا اولی الابصار

واقفین نو میں سے بہت گہرے محققین بھی تیار کئے جائیں۔

"ان سب پہلوؤں کے پیش نظر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب واقفین نو جو یورپ اور امریکہ میں رہتے ہیں ان کی ایک بڑی کھیپ تیار کی جائے۔ ان میں سے کچھ EGYPTOLOGIST بنیں کچھ دیگر جو آثار قدیمہ کے ماہرین مختلف دنیا میں کام کر رہے ہیں ان کے علوم سیکھیں۔ بڑے بڑے ماہرین کے ساتھ ان کی شاگردی بھی اختیار کریں۔ وہ زبانیں سیکھیں جن کی ضرورت ہے اور اگلے تیس چالیس سال کے عرصے کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت گہرے احمدی محققین پیدا ہو جائیں جو خدمت اسلام اور خدمت قرآن کے نظریہ کے ساتھ اپنی تحقیق کو آگے بڑھائیں۔" (درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۲ فروری (۲۱ رمضان المبارک) ۱۹۹۵ء) (مرسلہ وکالت وقف نو)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
19th January 1996 - 1st February 1996

Friday 19th January 1996

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
12.00 M.T.A Variety: "Seerat Sahaba" by B.A Rafique Khan Sb
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 63 Part 1
1.00 MTA News
1.30 *Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40 Nazm
2.50 *Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Saturday 20th January 1996

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith (English)
12.00 Children's Corner: Let's Learn Salat with Imam Ata ul Mujeeb Rashid.
12.30 M.T.A Variety: German Programme.
1.30 MTA News
2.00 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05 M.T.A Variety: Rohani Khazaen, by Mubashir Ahmad Sahib.
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Sunday 21st January 1996

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith (English)
12.00 Eurofile: A Letter from London
12.30 M.T.A Variety: German Programme
1.30 MTA News
2.00 *Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05 M.T.A VSports: Volleyball from Pakistan
3.55 *LIQAA MA'AL ARAB
4:50 Qaseedah
4.55 Tomorrow's Programmes.

Monday 22nd January 1996

11.30 *Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1:00 M.T.A. News
1.20 Tilawat
1:30 *Mulaqat
2:30 Around the Globe: "An interview with Sheikh Abdul Qadir by Naseer Ahmad Anjum and friends - Last Part
3.00 Tilawat
3:10 M.T.A Variety: Speech "Responsibilities of Ansarullah and Dawat-e Ilullah"
3:25 M.T.A Variety - Dilbar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes

Tuesday 23rd January 1996

11.30 *Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00 MTA News
1.20 Tilawat
1.30 *Mulaqat
2.30 Around The Globe - " Quran Kareem aur hamari zindagi" by Maulana Inaam Ghauri Sb
3.00 Tilawat
3.10 Medical Matters - "First Aid " by Dr. Mujeeb- ul-Haq Khan
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Wednesday 24th January 1996

11:30 *Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00 MTA News
1.20 Tilawat
1:30 *Mulaqat
2.30 M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
3:00 Nazm
2.00 *Quran Class - Tarjumatul Quran 109.
3.00 Tilawat
3.10 M.T.A Variety: "Islamic Adaab" by Imam Rashid
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Thursday 25th January 1996

11.30 *Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV Live from London
1.00 M.T.A News
1.20 Tilawat
1,30 *Mulaqat
2.30 M.T.A. Variety - Sports from Karachi
3.00 Tilawat
3.10 M.T.A Variety: Quiz Programme
3.30 Children's Corner: Yassamal Quran No.19
3:50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes

Friday 26th January 1996

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith.
12.00 M.T.A Variety: Hamari Kaenat, part 6
12.30 Learning Languages with Huzur, Lesson 65, Part 2
1.00 MTA News
1.30 *Friday Sermon, Live
2.40 Nazm
2.50 *Mulaqat with Huzoor (Urdu)
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Saturday 27th January 1996

11.30 *Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live.
1.00 M.T.A News.
1.20 Tilawat
1.30 *Mulaqat
2.00 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.00 Tilawat
3.05 M.T.A Variety: Youth Discussion "Integration of young Ahmadies in the Jamaat"
3.40 Hubsche Autworten (German).
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Sunday 28th January 1996

11.30 *Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live.
1.00 M.T.A News.
1:20 Tilawat
1.30 *Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends 7/5/1996
2.00 Eurofile: A leter from London
3.00 Tilawat
3.05 M.T.A Variety: Pizza Service How Pizza Service works.
3.15 Children's Corner: "Kinder sendung" with Ameer Sahib Germany.
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Monday 29th January 1996

11.30 *Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00 M.T.A News.
1.20 Tilawat
1.30 *Mulaqat: Tarjamatul Quran Class
2.30 Dilbar Mera Yhi Hay
3.00 Tilawat
3.05 M.T.A Variety: Speech by Khawaja Muzaffar Ahmad, Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Karachi.
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Tuesday 30th January 1996

11.30 *Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00 M.T.A News.
1.20 Tilawat
1.30 *Mulaqat: Tarjamatul Quran Class
2.30 Medical Matters
3.00 Tilawat
3.05 M.T.A Variety: Inaugural Speech of Jalsa Salana 1983, Pakistan by Hadhrat Khalifatul Massih the IV
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Wednesday 31st January 1996

11.30 *Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00 M.T.A News.
1.20 Tilawat
1.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 66
2.30 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.00 Tilawat
3.05 M.T.A Variety: " The philosophy of the teachings of Islam" by Waseem Ahmad Shams.
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Thursday 1st February 1996

11.30 *Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00 M.T.A News.
1.20 Tilawat
1.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 67
2.30 Around the Globe: Contemporary Issues, "Islam and Human Rights, by N. Boelstad
3.00 Tilawat
3.05 M.T.A Variety: Quiz programme Noshaira vs. Shataj
3.30 Children's Corner: Yassamal Quran
3.50 *LIQAA MA'AL ARAB
4.50 Qaseedah
4:55 Tomorrow's Programmes.

Programmes or their timings may change without prior notice.
*** Simultanious Translations are available for the following programmes in Urdu, English, Arabic, French, Bangla, Turkish.**
Friday Sermon - Mulaqat - Darsul Quran - Tarjamatul Quran Class - and Liqaa Ma'al Arab

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 3 Friday, January 19, 1996 No. 3

پاکستان کی صورت حال ۱۹۹۵ء کے اختتام پر

(رشید احمد چوہدری)

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۴ء میں ملک کے ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے کچھ ایسے قوانین بنائے جن کی رو سے احمدیوں کا خود کو مسلمان کہنا جرم قرار پایا اور ان پر کئی قسم کی غیر انسانی، غیر اسلامی قیود عائد کر دی گئیں۔ حکومت کی طرف سے بارہا ایسے اعلانات کئے گئے کہ احمدی ملک و دین کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے اسلامی معاشرہ کو پاک بنانے کے لئے اور ملک کو صحت مند رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف پاکستان بلکہ صفحہ ہستی سے احمدیت کے خطرناک سرطان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ چنانچہ ایک پلان کے تحت احمدی مسلمانوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ شروع کیا گیا اور ایسے حالات پیدا کئے گئے جن سے ان کا ملک میں جینا دوبھر ہوتا گیا۔ ان ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں احمدیوں کو اپنی جانوں اور مالوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور بعض کو نقل مکانی کر کے دوسرے ممالک میں پناہ لینا پڑی۔ احمدیوں کو ملت اسلامیہ سے اس طرح کاٹنے کے بعد حکومت اور ملاؤں کے دعاوی کے مطابق تو پاکستان میں اسلامی معاشرہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنی چاہئے تھی مگر ایسا نہ ہو سکا۔ بلکہ معمولی شدبد رکھنے والے کو بھی یہاں ترقی معکوس نظر آنے لگی اور ۱۹۸۴ء کے بعد ہر سال جو آیا وہ پہلے سے زیادہ مایوس کن حالات لے کر آیا۔

اب جبکہ سال ۱۹۹۵ء ختم ہو چکا ہے اور ہم ۱۹۹۶ء میں داخل ہو چکے ہیں ۱۹۹۵ء کے پاکستانی اخبارات پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالیں اور دیکھیں کہ وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا وہ کس سمت رواں دواں ہے۔ ذیل میں چند سیاسی اور دیگر لیڈروں کے بیانات اور جائزے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جو ملک کے لئے ایک درد اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو ملک کو اس ذلت کے گڑھے میں پہنچانے کے ذمہ دار ہیں مگر اوپر سے واویلا بھی کرتے چلے جاتے ہیں۔

اقتصادی صورت حال کا جائزہ

زر مبادلہ کے ذخائر ختم ہو گئے

"ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق پچھلے دو عشروں سے پاکستان کے مالیاتی خسارے اور قرضوں میں مختلف شرح سے اضافہ ہو رہا ہے اور پاکستان پر اندرونی اور بیرونی قرضے ۱۱۴۵ء۶۰ ارب ہو گئے ہیں"۔ (جنگ لندن ۲۲ اکتوبر ۹۵ء)

"اسٹیٹ بینک کے گورنر ڈاکٹر یعقوب نے کہا ہے کہ پاکستان کی معیشت دباؤ کا شکار ہے۔ معاشی حالات عدم توازن کا شکار ہیں۔ اس وقت ملک میں غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر ۱۱ء۳ ارب روپے ہیں"۔

(جنگ لندن ۱۱ دسمبر ۹۵ء)

حکومت پنجاب سنگین مالی بحران کا شکار ہو گئی

"پنجاب حکومت شدید مالی بحران کا شکار ہو گئی ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں مختلف ٹیکسوں اور فیسوں میں بھاری اضافہ کرنے کا فیصلہ ابھی سے کر لیا گیا ہے۔

(جنگ لندن ۱۶ دسمبر ۱۹۹۵ء)

سندھ کی مالی پوزیشن خراب ہو گئی

"وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر برائے مالیات سید اسد علی شاہ نے بتایا کہ سندھ کی مالی پوزیشن تمام صوبوں کے مقابلے میں خراب ہے۔ اس وقت سندھ کا اوور ڈرافٹ چار ارب روپے ہے"۔

(جنگ لندن ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء)

پاکستان دیوالیہ ہو چکا ہے۔ فرشتے بھی حالات درست نہیں کر سکتے

"پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مبشر حسن نے موجودہ صورت حال پر کہا ہے کہ ملک سنگین بحران کا شکار ہے ...... "عجیب و غریب" قسم کے افراد اراکین اسمبلی منتخب ہو گئے ہیں جن کے ہوتے ہوئے فرشتوں کی حکومت بھی ملکی حالات درست نہیں کر سکتی۔ (جنگ لندن ۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

پاکستان میں غریبوں کی کمائی امیر کھا جاتے ہیں

"سٹیٹ بینک کے گورنر ڈاکٹر محمد یعقوب نے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں بچت تو غریب عوام کرتے ہیں لیکن سرمایہ کاری امیر لوگ کرتے ہیں جنہیں حکومت کی طرف سے مراعات ملتی ہیں ..... پاکستان میں ایک چوتھائی آبادی یعنی ۳۰ ملین افراد غربت کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔

(جنگ لندن ۱۷ دسمبر ۱۹۹۵ء)

ملک کا اقتصادی ڈھانچہ بکھر رہا ہے

روزنامہ جنگ کے کالم نگار آغا مسعود حسین لکھتے ہیں:

"ملک میں بڑھتے ہوئے افراط زر سے غریب آدمی کی قوت خرید شدید متاثر ہوئی ہے اور ان کے لئے دو وقت کی روٹی کا حصول مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے ..... گزرتے دنوں کے ساتھ غریب آدمیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے بلکہ بعض ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ پاکستان کی تین چوتھائی آبادی خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے ....

پاکستان کی موجودہ معاشی خرابیوں کی جڑ ہمارے سیاست دان اور نوکر شاہی ہے جس نے اس ملک سے ہر قسم کے فائدے اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے اٹھائے ہیں۔

ایک اور بات بے دریغ حکومتی اخراجات ہیں جس کی وجہ سے نوٹ چھاپ کر خزانے کی کمی پوری کی جا رہی ہے ..... ایک اور بیماری جس نے ہماری معیشت کو تباہ کر دیا ہے وہ سرکاری سطح پر بدعنوانیاں ہیں۔ ان بدعنوانیوں میں بڑے بڑے لوگ اور ان کے ٹاؤٹ شامل ہیں ....

چنانچہ آج صورت حال یہ ہے کہ ملک کا اقتصادی ڈھانچہ بکھر رہا ہے۔ ہر طرف افراتفری ہے جبکہ اصلاح احوال کرنے والا کوئی نظر نہیں آ رہا۔

(جنگ لندن ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء)

معاملات نظم و نسق

کراچی میں اڑھائی ہزار دہشت گرد کام کر رہے ہیں

"وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ نے کہا ہے کہ کراچی میں اڑھائی ہزار دہشت گرد کام کر رہے ہیں۔ جن میں ۵۰۰ گرفتار کر لئے گئے اور ۱۰۰ مارے جا چکے ہیں۔ ..... ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی میں منی بغاوت ہے"۔ (جنگ لندن ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

پنجاب میں دس ہزار ڈاکو سرگرم ہیں

"پنجاب میں اس وقت ۱۰ ہزار کے قریب ڈاکو موجود ہیں ان میں سے چار ہزار کا تعلق صرف لاہور سے ہے۔ ڈاکوؤں کے گروپوں کے علاوہ بعض مذہبی تنظیموں کے افراد بھی اپنے مقاصد کے لئے ڈکیتی کی وارداتیں کرتے ہیں"۔ (جنگ لندن یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء)

لاہور کے نزدیک ڈاکو راج۔ ایک دن میں ۱۰۰ افراد کو لوٹ لیا

"ملتان روڈ پر پندرہ ڈاکوؤں نے ناکہ بند ڈکیتیوں ۲۰ سے زائد سنگین وارداتوں کے دوران دو کوچوں اور پانچ ویگنوں سمیت ۳۴ گاڑیوں کے قریباً ۱۰۰ افراد کو لوٹ لیا۔ درخت کاٹ کر شاہراہ پر ڈالنے کے بعد ڈرائیوروں سمیت مسافروں کی مشکیں کس کر کھیتوں میں پھینک دیا اور تین گھنٹے تک لوٹ مار کرتے رہے۔ ڈکیتیوں کی وجہ سے ملتان روڈ رات ڈیڑھ بجے سے صبح پانچ بجے تک بلاک رہی جبکہ ہاتھ پاؤں بندھے مسافر بھی کئی گھنٹے تک بے یار و مددگار ویران کھیتوں میں قانون کے محافظوں کا انتظار کرتے رہے"۔

(جنگ لندن ۲۵ ستمبر ۱۹۹۵ء)

معاشرتی زندگی میں تنزل

اخلاقی انحطاط

لوگ احرام باندھ کر بھی جھوٹ بولتے ہیں

"مذہبی امور کے انچارج وزیر خورشید احمد شاہ نے کہا ہے کہ میرا ایمان ہے کہ جو شخص حاجیوں کا پیسہ کھاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا ..... حکومت ہر بار حاجیوں کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن لوگ جھوٹ بھی بہت بولتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ احرام باندھے ہوئے بھی لوگ جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے"۔

(جنگ لندن ۲۸ جولائی ۱۹۹۵ء)

وفاقی دارالحکومت میں گلی گلی شراب اور فحاشی کے اڈے کھل گئے

"وفاقی دارالحکومت میں واقع بعض بڑی مارکیٹوں، گلیوں میں شراب کے اڈے کھل گئے ہیں۔ اسلام آباد میں شراب کے دھندے کو انڈسٹری کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ جہاں شراب فروش سرعام شراب فروخت کرتے نظر آتے ہیں۔ شراب فروشوں نے اپنے گاہکوں کو "ہوم سروس" کی سہولت دے رکھی ہے۔ موبائل فون پر رابطہ کرنے کے ۵ منٹ بعد شراب گاڑیوں کے ذریعہ گاہک تک بآسانی پہنچا دی جاتی ہے۔ ..... عورتوں کے فحاشی کے اڈے بھی شہر میں جگہ جگہ قائم ہیں"۔

(جنگ لندن ۱۲ اگست ۱۹۹۵ء) باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد